مسلسل اشاعت کے ۲۸ سال

ماہنامہ

لولاک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ملتان

شمارہ : ۵ جلد : ۱۴

جمادی الاول ۱۴۳۱ھ مئی 2010

قال رسول اللہ ﷺ

ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ

ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ کی کامیابی

عشق مصطفیٰ ﷺ اور ہماری ذمہ داری

ذکری فتنہ اور اس کا حل

میرے مشفق و مہربان رہبر

زاہد حامد سے متعلق مولانا عبدالرحمٰن اشرفی کا موقف

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۵ ○ جلد: ۱۴

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486-4514122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکمیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ کی کامیابی	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

عشق مصطفیٰ ﷺ اور ہماری ذمہ داری	لعل شاہ کا کڑ بر شوری	6
مسئلہ ختم نبوت ...... ذکری فتنہ اور اس کا حل	مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ	9
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	امجد اقبال ساجد	13
آہ! حضرت مولانا فیروز خانؒ	مولانا اللہ وسایا	21
مولانا مفتی سعید احمد جلالپوریؒ اور مفتی فخر الزمانؒ	فیاض حسن سجاد	24
میرے مشفق ومہربان رہبر	ڈاکٹر دین محمد فریدی	27
جناب خواجہ محمد زاہدؒ کی شہادت	مولانا اللہ وسایا	30
خطبہ صدارت ...... ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ	ادارہ	31

رد قادیانیت

اسلام اور قادیانیت......ایک تقابلی جائزہ	مولانا غلام رسول دین پوری	34
تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد میں سیالکوٹ کا حصہ	مولانا اللہ وسایا	40

متفرقات

زید حامد سے متعلق مولانا عبدالرحمن اشرف کا موقف	ادارہ	43
گوجرانوالہ ڈویژن کی تبلیغی کارکردگی	مولانا خبیب احمد	47
عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	49
تبصرہ کتب	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ کی کامیابی!

اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے امسال ضلعی وصوبائی ختم نبوت کانفرنسوں کا ایک شاندار ریکارڈ قائم کیا ہے۔اس ماہ میں خانیوال، پاکپتن، ساہیوال، جھنگ، نارووال، لاہور اور دوسرے اہم مقامات پر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ابھی مانسہرہ، ہری پور، اٹک، ٹنڈو آدم، بہاولپور کی کانفرنسوں کی آمد آمد ہے۔جب کہ اس سلسلہ کی اہم ترین کانفرنس ایبٹ آباد کی کانفرنس ہے۔امید ہے کہ آپ آئندہ شمارہ میں اس کی کارروائی ملاحظہ فرمائیں گے۔

قارئین محترم! ماہ اپریل کی اہم ترین کانفرنس ۴/اپریل کی سیالکوٹ کی ختم نبوت کانفرنس تھی۔اس کی قریباً تین ماہ پہلے سے تیاری کا عمل شروع کیا گیا۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے امیر سید شبیر احمد گیلانی کی سربراہی اور حضرت مولانا فقیر اللہ اختر کی نگرانی میں ختم نبوت یوتھ فورس اور دوسری تمام دینی جماعتوں نے بھرپور تیاری کی۔ سیالکوٹ، گوجرانوالہ، نارروال ان تین اضلاع میں بیسیوں ختم نبوت کی کانفرنسیں رکھی گئیں۔جنکی رپورٹ آپ اس شمارہ میں دوسری جگہ ملاحظہ کریں گے۔ جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت اہل حدیث، جماعت اہل سنت، پاکستان شریعت کونسل کی قیادت نے اس کام کو اپنا کام سمجھا اور شب وروز کانفرنس کی تیاری کے لئے متحرک ہوگئے۔جگہ جگہ ختم نبوت کانفرنسوں کا آغاز، رحمت حق نے کرم فرمایا۔ پسرور میں مولانا غلام فرید ضلعی رہنماء جمعیت علماء اسلام، وجناب سید محبوب گیلانی مرکزی رہنما ختم نبوت یوتھ فورس سیالکوٹ، مولانا صاحبزادہ محمد طیب کی سربراہی میں ختم نبوت ریلی نکالی گئی۔جس نے پورے شہر کا سکوٹروں پر راؤنڈ لگایا تو پسرور کے درودیوار ختم نبوت کے ترانوں سے گونج اٹھے۔غرض پورا علاقہ ختم نبوت کانفرنس میں شمولیت کے لئے سراپا انتظار دکھائی دینے لگا۔جگہ جگہ بینرز، سائن بورڈ، فلیکس، پوسٹر، ہینڈ بل، دعوت نامے، لٹریچر سے ایک تحریک کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ادھر شہر میں سید شبیر احمد گیلانی، مولانا احمد مصدق قاسمی، مولانا فقیر اللہ اختر، حضرت مولانا محمد اعظم، مولانا مفتی محبوب الٰہی ہزاروی، سید محبوب احمد گیلانی، ودیگر گرامی قدر رفقاء نے کانفرنس کے انتظامات کے لئے شب وروز ایک کردیئے۔

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد عارف شامی، مولانا محمد عرفان دیول، مولانا خبیب احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کانفرنس کی تشہیر، دعوت اور انتظامات کے لئے سیالکوٹ دفتر میں ڈیرے لگادیئے۔کانفرنس سے ایک روز قبل انتظامات کا جائزہ لینے اور ہدایات وسرپرستی سے سرفراز فرمانے کے لئے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، جناب الحاج محمد رمضان بگھیلہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ساؤنڈ سسٹم، سٹیج،

لائٹ، فرش، قالین، کرسیاں، جھنڈے، سیکورٹی ہر ایک کام کے لئے علیحدہ علیحدہ رفقاء کی کمیٹیوں نے کام شروع کر دیا۔ وہ وقت بھی آیا کہ پوری پوری رات جاگ کر ختم نبوت یوتھ فورس کے گرامی قدر رفقاء نے کمال ذمہ داری کا حق ادا کیا۔ مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جناب محمد عابد، پنڈال کی تیاری کے لئے بار بار معائینہ فرماتے رہے اور موقعہ پر ہدایات دیتے رہے۔ ادھر مختلف مدارس کے علماء کرام نے طلباء عزیز کی جماعتیں اعتکاف میں بٹھائیں۔ بعض ساتھیوں نے روزے رکھے۔ بعض نے تلاوت ودعاؤں سے کانفرنس کی کامیابی کے لئے اپنا فرض ادا کیا۔

قارئین! یقین فرمایئے کہ ۴؍اپریل کی شام کو جب چاروں سمت سے قافلے، وفود، بسیں، ویگنیں، پیدل جلوس، کاریں، سکوٹر، ٹرالیوں کے ذریعہ پبلک کی آمد آمد ہوئی۔ سیالکوٹ کے درودیوار اس نظارہ پر سراپا حیرت ہوگئے۔ بعض بوڑھے حضرات کو کہتے سنا گیا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد ختم نبوت کا اس سرزمین پر سب سے بڑا اجتماع ہے۔ تمام مقررین نے اس اجتماع کو تاریخی اجتماع قرار دیا۔ چہار سو انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر، العظمۃ للہ! اس گئے گذرے دور میں عقیدہ ختم نبوت سے امت کی والہانہ وابستگی قابل دید وقابل فخر ولائق تبریک ہے۔

تاحد نگاہ انسان کے سر نظر آتے تھے اور پھر رات کے پونے چار بجے تک سکون قلب واطمینان جان کے ساتھ کامل توجہ وانہماک سے اس کانفرنس کو سننا ختم نبوت کی تاریخ میں ایک شاندار اضافہ ہے۔ تمام مکاتب فکر کی نمائندگی، تمام جماعتوں کی ذمہ دار قیادت کی آمد اور پھر تمام مقررین کا موضوع کی پابندی کرنا، خطبہ صدارت، قراردادیں، خوبصورت تلاوتیں، مقررین کی شعلہ بیانیاں، سامعین کے فلک شگاف نعرے، منتظمین کا سراپا عجز وانکساری سے پورے نظم پر نظر رکھنا۔ یہ محض اللہ رب العزت کا فضل نہیں تو اور کیا تھا؟۔

قارئین گرامی ذی وقار! فقیر راقم نے ایک بار محسوس کیا کہ جلسہ گاہ میں مین گیٹ سے داخل ہونے والے حضرات کو رش اور سخت سیکورٹی چیکنگ کے باعث دقت ہورہی ہے۔ کسی دوست کو بتائے بغیر سٹیج سے اترا، طویل چکر کاٹ کر مین گیٹ پر گیا۔ تو مارے حیرت کے میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اتنی بسیں، اتنے وفود، اتنے قافلے، حاضرین کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ، دیکھ کر ششدر رہ گیا کہ ہجوم کیسے پنڈال میں داخل ہوگا؟ جیسے کیسے ساتھیوں نے مجھے اس مرحلہ سے گذارا۔ اندر جاکر لائن کی ترتیب، سیکورٹی کے عملہ کی نئی لائن بندی، حاضرین کی قطاریں بنوائیں تو اب عوام کے ریلے گذرنے لگے۔ بہت ہی راحت ہوئی۔ اتنے میں خیال کیا کہ اب سامعین کی سائیڈ سے سٹیج پر چلا جاؤں۔ پہلے تو اتنا دور تھا کہ سٹیج نظر نہ آتا تھا۔ بڑی توجہ وتحری سے سٹیج کو دیکھا۔ اب سامعین سے گذرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن سا نظر آیا۔ اس سے اندازہ فرمائیں کہ کتنا بڑا اجتماع تھا اور پھر اللہ رب العزت کا کرم دیکھئے کہ اجتماع میں مدارس کے علماء، طلباء بھی تھے۔ لیکن چار گنا پبلک کے لوگ تھے۔ کاروباری، شہری، دیہاتی ہر مسلک ہر برادری ہر قوم کے افراد کے ہزاروں ہزار پھول مل کر ختم نبوت کا گلدستہ بنے ہوئے تھے۔ سید شبیر احمد آبدیدہ چشم پرنم سے شکر خدا ادا کر رہے تھے۔ پوچھا تو فرمایا کہ میرے وہم وگمان سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ نے حاضرین کو بھیج دیا۔

قارئین کرام! آج اس دور میں یہ نظارے اللہ رب العزت کے کرم مسئلہ ختم نبوت کی برکت اور کام

کرنے والے اکابرین کی مخلصانہ مساعی کا نتیجہ ہیں۔ شہدائے ختم نبوت کے خون کے صدقہ میں اتنی پذیرائی پر ہماری گردنیں اللہ رب العزت کے حضور شکرانے کے طور جھک جانی چاہئیں۔ لیجئے قارئیں! اگلے شمارہ تک کے لئے اجازت۔ پھر ملیں گے خدا نے چاہا تو!

۴/اپریل بعد از مغرب اجلاس اوّل...... زیر صدارت: سید پیر شبیر احمد گیلانی

سٹیج سیکرٹری: مولانا قاضی احسان احمد

تلاوت: قاری محمد عارف

نعت: محمد کاشف

بیان: مولانا محمد عرفان دیول شیخوپورہ، مولانا عبدالنعیم لاہور، قاری عمر حیات لاہور
حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۴/اپریل بعد از عشاء اجلاس دوم...... زیر صدارت: مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

سٹیج سیکرٹری: مولانا قاضی احسان احمد

تلاوت: قاری محمد عرفان، قاری عبدالباسط

نعت: محمد ندیم قاسمی، جناب احمد اسامہ، محمد خاور

بیان: مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا محمد قاسم، جناب فیصل رشید گجر

مکالمہ: محمد کاشف قاسمی، محمد حماد قاسمی جامعہ قاسمیہ گوجرانوالہ

بیان: سید محبوب احمد گیلانی، قاری محمد ابوبکر، پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی
مولانا عبدالحق خان بشیر، حضرت مولانا فضل الرحیم، حضرت مولانا محمد یوسف خان

خطبہ صدارت: حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ

بیان: حضرت مولانا پروفیسر ساجد میر، مولانا غلام حیدر خادمی، حضرت مولانا زاہد الراشدی
حضرت مولانا عبدالخبیر آزاد، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، قاری جمیل الرحمٰن اختر
قاضی رضوان احمد، رانا محمد شفیق پسروری

نعت: حفیظ عامر پسروری، قاری رفاقت علی

بیان: حضرت مولانا عبدالحمید وٹو، حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری لاہور
جناب تجمل ساغر بٹ سیالکوٹ، مولانا محمد ریاض خان سواتی گوجرانوالہ
حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ ممبر سرحد اسمبلی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی کمالیہ

آخری بیان و دعاء: حضرت مولانا محمد عالم طارق چیچہ وطنی

کلمات تشکر: سید پیر شبیر احمد گیلانی سیالکوٹ

عشق مصطفی ﷺ اور ہماری ذمہ داری!

لعل شاہ کاکڑ برشوری

محسن کائنات ﷺ کے پروانوں کے نام ایک دل کشا تحریر

الحمدللہ ہم مسلمان ہیں۔ حضور ﷺ کی ختم نبوت پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کی پہچان ہے۔ حضور ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اس عقیدہ پر سب امۃ مسلمہ متفق ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب، دجال اور ملعون ہے۔ اس عقیدے پر ایک سو(۱۰۰) آیات قرآنی اور سینکڑوں احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔ حضور ﷺ پر نازل کی گئی کتاب خاتم الکتب، حضور ﷺ کا دین خاتم الادیان حضور ﷺ کی شریعت خاتم الشرائع، اور حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا اور خود محسن کائنات ﷺ نے فرمایا میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں اور میرے آنے کے بعد قصر نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گیا اور میں آخری نبی ہوں۔ (صحیح بخاری ج۱ص۵۰۱، باب خاتم النبیین)

عہد رسالت سے لے کر آج تک سینکڑوں بدحواس اور بے وقوف وبے عقل لوگوں نے نبوت کے دعویٰ کئے ہیں۔ لیکن تاریخ اسلام اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ جب بھی کسی بدباطن نے تاج نبوت کی طرف ٹیڑھی نظروں سے دیکھا تو غیور مسلمانوں نے ایسے بدبخت کو اللہ کی زمین پر گوارا نہیں کیا اور ایسا مدعی اسی سلوک کا مستحق ہے جو حضرت فیروز دیلمیؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے ساتھ روا رکھا۔ بلاشبہ امۃ مسلمہ نے کبھی کسی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا۔ جب سرزمین ہندوستان میں انگریزوں کے تاریک دور کفر والحاد کا سمندر ٹھاٹیں مار رہا تھا اور اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے سرتوڑ کوششیں کی جارہی تھی۔ اس ملحدانہ دور میں جعلی نبوت کی بھیانک سازش تیار کی گئی اور اشارہ انگریز پر ایک ضمیر فروش مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور ملعون نے اپنے آپ کو خدا کا بھیجا ہوا نبی اور رسول کہا۔ اپنے متبعین اور ماننے والوں کو صحابہ رسول کے نام سے پکارا، اپنی کافرہ بیویوں کو امہات المؤمنین قرار دیا۔ اپنے گھر والوں کو اہل بیت کے نام سے موسوم کیا۔

مرزا قادیانی نے صرف اسی پر بس نہیں کیا۔ بلکہ اس نے اپنی انگریزی نبوت کو چلانے کے لئے دین اسلام پیغمبر اسلام اور مقدس ہستیوں پر رکیک حملے کئے۔ قرآن پاک میں تحریفات کیں۔ احادیث رسول اللہ ﷺ کو بگاڑا۔ اقوال صحابہ کو مسخ کیا۔ جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت اور فرمانبرداری کو لازم قرار دیا اور بھی بہت سے کاموں میں ہاتھ ڈالا اور بگاڑ دیا کہ اس کو تحریر میں لاتے ہوئے قلم کانپتا ہے۔ قلب وجگر زخمی ہوتے ہیں۔ آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور روح تڑپتی ہے۔ لیکن دوسری طرف وقت کی پکار اور تقاضا ہے کہ امۃ مسلمہ غفلت کا شکار ہے اور غفلت کے خواب نے مسلمانوں کی آنکھوں کو ڈھانپا ہے۔ لیکن مسلمانوں کے غفلت کو دور کرنے کے لئے احقر نے قلم اٹھایا اور مسلمانوں کو تنبیہ کرنا ہے۔ سردار کونین کی عزت وناموس پر قادیانی گستاخ کس طرح حملہ آور ہورہے ہیں اور ان کے

منہ میں بچھو نما زبانیں، سرور کونین کے لائے ہوئے دین حنیف کو کس طرح ڈس رہی ہیں۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ قرار دینا حضرت محمدﷺ کی بدترین توہین ہے۔

حضورﷺ کی ذات عالی تو کجا مرزا قادیانی تو کسی شریف انسان کی برابری کا بھی اہل نہیں۔ کیا ہمارے قلوب میں عشق مصطفیٰ کا نور مدھم پڑ چکا ہے۔ کیا ہم میں جوہر صدیق موجود نہیں۔ کیا ہم میں غیرت فاروقی موجود نہیں۔ کیا حضورﷺ کی عزت وناموس پر مر مٹنے کے جذبہ عظیم سے ہم محروم ہو چکے ہیں۔ محسن انسانیت کے امتیو! آج محبت رسول اللہﷺ ہم سے تقاضہ کرتی ہے کہ ہم تاج وتخت کی پاسبانی ونگہبانی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔

بندہ نے حضورﷺ کی حدیث سنتے ہوئے: ’’لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ‘‘ فوراً قلم اٹھایا اور مضمون کو تحریر میں لایا۔ تاکہ جس دن حشر کا میدان ہوگا۔ سورج انگارے اگل رہا ہوگا۔ تپتی ہوئی زمین گرمی کی ہولناکیاں ہوگی۔ ہر کوئی اپنے کو کاٹ کر کھا رہے ہوں گے۔ پیاس کی شدت سے زبان ماہئی بے آب کی طرح تڑپ رہی ہوگی۔ دیگر انسانوں کی طرح ہم بھی نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے۔ اس روز سب یار دوست ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ غرضیکہ اس روز ہم بے بس وبے کس ہوں گے اور اس ہولناک حالت میں ہم ساقی کوثر شافع محشر سرکار دوعالمﷺ کے دربار میں حاضر ہوں گے اور اگر سرور کائناتﷺ نے ہم سے سوال کرلیا کہ تمہارے سامنے میری نبوت ورسالت پر ڈاکہ زنی ہوتی رہی۔ تم نے کیا کیا۔ مجھ پر نازل ہونے والی کتاب میں تحریفات ہوتی رہیں۔ تم نے کیا کردار ادا کیا۔ میری ازواج مطہراتؓ میرے صحابہؓ اور میری امۃ کے اولیاء کے بارے میں قادیانی اپنی گندی زبانیں استعمال کر رہے تھے۔ اور تمہاری زندگی میں تمہارے سامنے جھوٹے مدعی نبوت ورسالت مرزا غلام احمد قادیانی کی تشہیر ہوتی رہی اور ہزاروں لوگ مرتد ہوتے رہیں۔ اس وقت تم نے کیا کیا۔

سرور کائناتﷺ کے امتیو! ذرا سوچو کہ کیا ہمارے پاس ان سوالات کے جوابات ہیں؟۔ کیا ہم نے ان سوالات کے جوابات کی تیاری کی ہے؟۔ لیکن میں ہر مسلمان کو تہہ دل سے کہتا ہوں کہ وقت کے ہر ہر لمحے کو غنیمت جانئے۔ موت کے بعد کوئی موقع نہیں ملے گا اور ذرا سوچیں کہ اگر حشر کے میدان میں شافع محشر نے ہی ہم سے اپنا رخ انور پھیر لیا تو پھر ہم کس کے پاس جاکر شفاعت کی بھیک مانگیں گے۔ اگر رحمۃ اللعالمینﷺ ہی ہم سے روٹھ گئے تو پھر کس کے دامن رحمت میں ہمیں پناہ ملے گی۔ اگر ساقی کوثر ہی ہم سے خفا ہوگئے۔ تو پھر کہاں جاکر ہم اپنی پیاس کے انگارے بجھائیں گے۔

میرے نزدیک محسن کے احسانات کے بدلہ کے لئے ایک ہی طریقہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کے مشائخ عظام اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کو قادیانیوں کے خلاف برسر میدان ہونے کا حکم کادیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور حضرت پیر علی شاہ گولڑویؒ کی یاد تازہ کریں اور نوجوانان ملت اسلامیہ اپنی مہکتی جوانیاں تحفظ ناموس رسالت مآبﷺ کے لئے وقف کریں اور اہل قلم حضرات فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے قلم سے حق کی اشاعت کا کام لیں۔ مقررین حضرات اپنی شعلہ نوائیاں اپنی فصاحت وبلاغت اپنا علم وعرفان تحفظ ختم نبوت کے لئے مختص کردیں۔

طلباء کو چاہئے کہ نئی نسل کو قادیانیت کے زہر سے محفوظ رکھنے کے لئے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ختم نبوت کے ذیشان موضوع پر لیکچرز کا اہتمام کریں۔ تاکہ ہماری نئی نسل زیور تعلیم کے ساتھ ساتھ مسئلہ ختم نبوت سے بھی آراستہ ہوسکے اور مجاہدین ختم نبوت کی ایک فوج ان اداروں سے تیار ہو کر نکلے۔

علماء کا فرض ہے کہ ہمیشہ کی طرح ملت اسلامیہ میں اتحاد واتفاق کی فضا ہموار کرتے رہیں۔ تاکہ قادیانی امت مسلمہ کی صفوں میں کوئی رخنہ یا انتشار پیدا کر کے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہ کرسکیں۔

عوام الناس کا فرض یہ ہے کہ قادیانیوں سے معاشرتی، معاشی اور سماجی بائیکاٹ کر کے دینی غیرت وحمیت کا ثبوت دیں۔ تاکہ حشر کے میدان میں آقائے دوعالم ﷺ کے سامنے ہم سرخرو اور شفاعت محمدی کے مستحق ہوسکیں۔

ختم نبوت کانفرنس تتلے عالی

۲۶؍مارچ کو تتلے عالی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ مولانا محمد عثمان فاروقی وزیر آباد، مولانا غلام مصطفیٰ خطیب چناب نگر اور قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔ سیالکوٹ کانفرنس میں شرکت کا وعدہ لیا۔

تتلے عالی میں مولانا غلام مصطفیٰ کا خطاب

تتلے عالی میں مولانا غلام مصطفیٰ نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا اور سیالکوٹ کانفرنس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

دفاع ختم نبوت کانفرنس نوشہرہ ورکاں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام نوشہرہ ورکاں میں ختم نبوت کانفرنس مولانا علیم الدین شاکر، مولانا یونس ماجدی، مولانا محمد عارف شامی نے خطاب کیا۔ جب کہ فیصل بلال، جناب یونس ربانی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

دفاع ختم نبوت تلونڈی کھجوروالی

۳۰؍مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تلونڈی کھجوروالی میں دفاع ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے قاری منصور احمد، مولانا محمد عالم طارق، مولانا محمد عارف شامی نے خطاب کیا۔

احتجاجی ختم نبوت کنونشن گوجرانوالہ

۳۱؍مارچ جامعہ مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں احتجاجی ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ کنونشن میں مختلف جماعتوں کے رہنماؤں بالخصوص مولانا زاہد الراشدی، حافظ محمد صدیق، مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

حافظ محمد یوسف عثمانی کی دعوت پر باغبانپورہ کی جامع مسجد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے خطیب اہل سنت مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ودیگر نے خطاب کیا۔

مسئلہ ختم نبوت ...... ذکری فتنہ اور اس کا حل!

مراسلہ: قاری فاروق احمد تونسوی

تحریر: مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

الحمدللّٰہ رب العالمین ۰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین ۰ اما بعد!

قرآن کریم نے آنحضرتﷺ کی اطاعت کو لازمی اور آپ کے اسوہ حسنہ کو مثالی قرار دیا ہے۔ کلام الٰہی میں رسول ہاشمی کی اتباع اور قرآن پر عمل کی ہر مقام پہ تاکید ملتی ہے۔ اشارۃً یا کنایۃً بھی کسی آئینہ نئے نبی یا کتاب کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اب قرآن وحدیث امت کے لئے وہ مکمل آئینہ حیات ہے کہ جس سے اخذ کردہ فیصلہ کا انجام خیر ہی خیر ہے۔ باہمی نزاع کا بہترین حل اور دینی ودنیاوی حیات کے لئے جامع اور اکمل ضابطۂ حیات ہے۔ خالق کائنات نے اس کی خود ضمانت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ)‘‘

ارشاد خداوندی ہے۔ ’’ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ (آل عمران)‘‘

وحدت ملل کے لئے رب العزت نے جو صورت اختیار فرمائی۔ اس کا خلاصہ قرآن حکیم یوں پیش کرتا ہے۔ ’’(اللّٰہ) رب العالمین (قرآن) ذکر للعالمین (بیت اللّٰہ) ھدیً للعالمین (محمد عربیؐ) رحمۃ للعالمین ‘‘ خلاصہ یہ کہ تمام جہانوں کا رب ایک، قرآن ایک، قبلہ ایک اور رسولؐ ایک۔ اس کے بعد بھی اگر تلاش دین کی پیاس نہیں بجھتی تو ارشاد ہوتا ہے۔ ’’فبای حدیث بعدہ یؤمنون (مرسلات)‘‘

ایک قبلہ ایک کعبہ ایک اللّٰہ ورسول
بد نصیبی یہ کہ تفریق دوامی ہوگئی

یہودی امت کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر تھی۔ عیسائی قوم کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر تھی اور امت محمدیہ کی بنیاد محمد عربیؐ کی ختم نبوت پر ہے۔ قیامت تک اس امت کی وحدت کا راز آنحضرتﷺ کی ختم نبوت میں پنہاں ہے۔ آپؐ صرف نبی ہی نہیں بلکہ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم کے لفظ میں سارے فضائل وکمالات چھپے ہوئے ہیں۔ یعنی نبوت ورسالت کے جتنے کمالات بھی ہو سکتے تھے وہ سب لاکر رب العزت نے حضور اکرمﷺ کی ذات اقدس میں جمع کردیئے اور انتہاء ہوگئی اور آپ کے سر پہ ختم نبوت کا تاج رکھا گیا۔

حقیقت بیّن نظروں سے دیکھا جائے تو ختم نبوت ایک شرف اور اس بات کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ نوع انسانی سن بلوغ کو پہنچ گئی ہے اور اس میں یہ اہلیت آگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جامع واکمل اور آخری پیغام کو بہ احسن الوجوہ قبول کرلے۔ تجربہ شاہد ہے کہ اس عقیدے نے انسان کے اندر خود اعتمادی کی روح پھونکی ہے اور اسے قلبی سکون حاصل ہوا کہ دین اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ چکا۔ جس کی پیروی پر دارین کی فوز وفلاح موقوف ہے۔

سنت الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو ختم کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کامل کر کے ختم کرتا ہے۔ اس لئے سلسلۂ نبوت کو بھی اس وقت ختم کیا۔ جب وہ پورے کمال کو پہنچ گیا۔ یعنی ماضی وحال اور مستقبل کی کوئی بات ایسی

باقی نہ رہی جسے بیان نہ کیا گیا ہو۔

اب عقل سلیم یہی فیصلہ دے گی کہ جب ایک نبیؐ کی دعوت سارے عالم کے لئے قرار پا چکی ہو۔اس کی معرفت سے آنے والا پیغام یعنی قرآن مجید ہر طور سے محفوظ ہو چکا ہو اور اس نبی کی بے مثال تعلیم عام ہو چکی ہو۔ ذرائع اور وسائل نے عالمی برادری کو قریب سے قریب تر کر دیا ہو۔تو پھر باب نبوت بند کیا جانا قرین مصلحت اور باعث رحمت ہے اور نعمت خداوندی کے اتمام اور دین اسلام کے انتہائی عروج کی دلیل ہے۔جس طرح آفتاب کی روشنی میں کوئی چراغ نہیں جلتا۔اسی طرح آنحضرتﷺ کی ختم نبوت کے آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد نئی نبوت کے چراغوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔کیونکہ چشمۂ فیض سے جس قدر روشنی کی انسانیت کو ضرورت تھی وہ پوری آب وتاب کے ساتھ محمد عربیﷺ کے توسط سے آ گئی۔اس لئے اعلان خداوندی ہے۔’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب:......)‘‘

تقریباً ایک سو سے زائد آیات قرآنی،سینکڑوں احادیث نبویہ،امت محمدیہ کے سب سے پہلے اجماع اور آئمہ دین کی عبارات کی روشنی میں،امت محمدیہ اس بات پر متفق اور متحد چلی آ رہی ہے کہ محمد عربیﷺ پر سلسلۂ نبوت ہر لحاظ سے ختم ہو چکا ہے اور آپﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا درحقیقت وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کا مدعی اور متمنی ہے۔کیونکہ امت محمدیہ کی بنیاد ہی آنحضرتﷺ کی ختم نبوت پر قائم ہے اور ختم نبوت تقدیر کائنات پر وہ مہر کامل ہے جس کی پاسبانی کا فریضہ اس امت کے سپرد کیا گیا ہے۔ہم اپنے عمل سے،اپنے آنسوؤں سے،اپنی محبت کے چراغوں سے،اس کی پاسبانی کا حق ادا کرتے رہیں گے۔کیونکہ اس فریضے کی ادائیگی سے اسلامی دنیا کا حسن وجمال اور وقار وابستہ ہے اور ختم نبوت کا عقیدہ دین اسلام اور ایمان کی روح ہے۔اس سے وفا یا غداری پورے اسلام سے وفا اور غداری کے مترادف ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

ذکری مذہب کے عقائد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب کے پیروکار نہ صرف عقیدۂ ختم نبوت کے منکر ہیں بلکہ اسلام کے تمام بنیادی اصولوں سے منحرف ہیں۔آج سے تقریباً چار سو سال قبل ملا اٹکی نے ایک خودساختہ ذکری مذہب کو جنم دیا۔بانی مذہب ملا محمد اٹکی نے عقیدۂ ختم نبوت سے انکار کرنے کے ساتھ دین اسلام کے تمام بنیادی ارکان،کلمہ،نماز،روزہ اور حج جیسے فرائض کو منسوخ قرار دے کر ملت اسلامیہ سے بغاوت کرتے ہوئے کفر اور ارتداد کی نئی راہیں کھول کر مخلوق خدا کو گمراہ کیا۔

ذکری مذہب کی کتب بینی اور اوراق گردانی سے جو عقائد سامنے آتے ہیں ان کی مختصر روداد کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ!ملا محمد اٹکی کو اپنے نور سے پیدا کیا اور اس کے نور سے پھر ساری کائنات کو پیدا کیا۔تمام انبیاء،اولیاء اور دنیا کی دیگر جلیل القدر ہستیوں اور مقدس مقامات نے اٹکی کے نور سے فیض خصوصی پایا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے،حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود سے،حضرت موسیٰ علیہ

السلام کو غرقابی سے انکی کے نور نے نجات دلائی اور فرشتوں نے جب اس کے نور کا جلوہ دیکھا تو ستر ہزار برس تک بے ہوش پڑے رہے۔ حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، اور عزرائیل نے انکی کی خصوصی زیارت سے قرب خداوندی حاصل کیا۔ لوح محفوظ میں تمام آسمانی صحائف اور کتب دنیا میں نزول سے قبل انکی کو دکھا کر اپنی کتاب منتخب کرنے کو کہا گیا۔ چنانچہ انکی نے تمام کتابوں سے چار مسائل اور قرآن مجید سے دس مسائل منتخب کر کے اپنی کتاب ترتیب دی۔ جس کا نام برہان ہے۔ یہی کتاب بعد میں وقت مقررہ پر انکی کے لئے، برکھور پر نازل ہوئی۔ انکی کا جسمانی ظہور ۹۷۷ھ میں نواح اٹک میں ایک اونچی پہاڑی پر ہوا۔ اس کے بعد انکی نے ۳۳ سال تک سیر جہانی کے نام سے مختلف ممالک کی سیر کی۔ بعد ازیں تربت میں واقع کوہ مراد پر آیا۔ سات یا دس سال اپنے رفقاء سمیت یہاں قیام کر کے چلہ کشی کی اور لوگوں سے بیعت لے کر ذکری مذہب کو پھیلایا۔ ایک دن آدھی رات کو جب سب لوگ سو رہے تھے۔ زیر زمین غوطہ لگا کر غائب ہو گیا۔ ذکری مذہب کہتا ہے کہ ’’نور بود بعالم بالا رفت ‘‘ اب خدا کے روبرو کرسی پر بیٹھ کر ذکری امت کی نگرانی کر رہا ہے اور کسی ذکری کو دوزخ میں نہیں جانے دے گا۔

ذکری عقائد کی رو سے ملا محمد انکی داعی الی اللہ، مہدی، رسول، نبی آخر الزمان، ختم الرسل، ختم الولایت، خدا کا امین، خلیفۃ الرحمٰن، صاحب کتاب، زندہ وجاوید، مکان زمان سے پاک، مرشد خلق، ہادیٔ برحق، وجہ تخلیق کائنات، خدا کا معشوق اور نور مجسم ہے۔

نیز قرآن مجید میں جہاں بھی محمدؐ کا نام اور آپ کی شان بیان ہوئی ہے۔ اس سے مراد ملا محمد انکی ہے۔ ذکری کلمہ ’’لا الہ الا اللہ نور پاک محمد مہدی رسول اللہ ‘‘ ہے۔ ذکری مذہب میں نماز منسوخ ہو چکی ہے۔ اس کی جگہ ذکر فرض ہے۔ نماز پنجگانہ، جمعہ وعیدین، پڑھنے والا گمراہ، بے دین اور کافر ہے۔ ہر بالغ ذکری مرد وعورت پر ذکر فرض ہے۔ مختلف اوقات میں مختلف انداز سے تقریباً چھ طرح کا ذکر کیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک کے روزے ذکری مذہب میں منسوخ ہیں۔ ان کی جگہ ماہ ذوالحجہ کے ابتدائی آٹھ روزے فرض ہیں۔ زکوٰۃ کی اسلامی شرح منسوخ اس کی جگہ عشر وغیرہ فرض ہے۔ ذکری مذہب میں زکوٰۃ کے کچھ ایسے شرمناک مسائل بھی ہیں جن کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ حج کعبہ کو انکی نے منسوخ قرار دے کر اس کی جگہ اپنی امت کی آسانی کے لئے کوہ مراد کا حج فرض کیا ہے۔ جس کو اب ذکری زیارت بھی کہتے ہیں۔ مگر اس زیارت کی حیثیت اب بھی حج جیسی ہے۔ ذکری کوہ مراد کو بیت اللہ کا قائم مقام اور مقام محمود بھی تصور کرتے ہیں اور ہر سال ۲۷ر رمضان المبارک کو یہاں جمع ہو کر نقلی حج کی رسومات ادا کرتے ہیں۔

ذکری مذہب کے ان کفریہ عقائد کے بعد کوئی بھی ذی شعور مسلمان، ذکریوں کو ان کے کفریہ عقائد کی رو سے مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کیونکہ ذکری عقائد اعمال کا اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ اسی بناء پر نصیر خان نوری مرحوم اور خان قلات نے اس گمراہ مذہب کے خلاف انتہائی قابل تقلید قدم اٹھا کر اس فتنے کی سرکوبی کے لئے جہاد کیا اور آج جس انداز سے ذکری شعائر اسلام کی توہین اور آئین پاکستان کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ وہ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج اور حکمرانوں کے منہ پر ایک طمانچے کی حیثیت رکھتا ہے اور

ستم ظریفی یہ کہ حکمران اس کفریہ یلغار کو فرقہ واریت کا نام دے کر علماء اسلام کو مطعون کرتے ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ذکری مسئلہ کے پرامن حل کے لئے ضروری ہے کہ تمام ذاتی اور سیاسی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر پرخلوص جدوجہد کی جائے اور وطن عزیز کی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر ساتھ چلانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ جس اسٹیج سے اس مسئلہ کے حل کے لئے مشترکہ آواز اٹھائی جائے کم از کم اس اسٹیج کو موجودہ اور مروجہ سیاست سے دور رکھا جائے۔ تاکہ ہر مکتبہ فکر کے لوگ بلا جھجک اس جدوجہد کو مذہبی فریضہ سمجھ کر شرکت کرسکیں۔ ہر سطح پر ذکریوں کا بائیکاٹ کر کے ان کو اپنے کفریہ عقائد کا احساس دلایا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل، قومی اور صوبائی اداروں اور عوامی سطح پر ہروہ پرامن انداز اپنایا جائے۔ جو ماضی میں فتنۂ قادیانیت کے حل کے لئے اپنایا گیا تھا۔ مذکورہ تجاویز کو اگر عملی شکل دے کر ملک گیر تحریک چلائی گئی تو انشاء اللہ اس مسئلہ کے حل میں حائل کوئی رکاوٹ دیرپا ثابت نہیں ہوگی اور کامیابی وکامرانی اہل اسلام کے لئے منتظر ثابت ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ!

سہ ماہی اجلاس مرکزی مبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس دفتر مرکزیہ میں ۷،۸/اپریل کو منعقد ہوا۔ جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے تقریباً چالیس مبلغین نے شرکت کی۔

مبلغین نے عہد کیا کہ وہ مکمل تندہی کے ساتھ اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ملک بھر میں قادیانیوں کا بھرپور تعاقب جاری رکھیں گے۔ مبلغین نے ۱۴/مارچ کو سکھر، ۴/اپریل کو سیالکوٹ میں منعقد ہونے والی عظیم الشان کانفرنسوں کی کامیابی پر اللہ پاک کا شکر ادا کیا اور دونوں کانفرنسوں میں شریک ہونے والے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی وسیاسی قائدین کا شکریہ ادا کیا اور اس توقع کا اظہار کیا کہ آئندہ بھی آپ حضرات مجلس کی سرپرستی فرمائیں گے۔

مرکزی مبلغین کے اجلاس میں حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ شہید ختم نبوت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوریؒ کے نامزد قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ اجلاس میں ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور ماہنامہ لولاک کی اشاعت کی توسیع کے لئے عہد کیا گیا اور مبلغین نے اپنی اپنی ایجنسیوں میں بھرپور اضافہ کیا۔

اجلاس میں حضرت الامیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ کی صحت یابی کے لئے دعاء کی گئی۔ اجلاس میں گذشتہ سہ ماہی میں انتقال یا شہید ہونے والے حضرات کی مغفرت اور رفع درجات کی دعاء کی گئی۔

اجلاس میں طے کیا گیا کہ آئندہ سہ ماہی میں احتساب قادیانیت کی جلد ۱۷ کا مطالعہ اور تلخیص کی جائے گی۔

اجلاس میں طے کیا گیا کہ مبلغین حضرات کم ازکم یومیہ دو درس دیں۔ مرکزی حضرات مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی دوروں کی تواریخ میں مقامی رفقاء کی میٹنگ بھی کی جائے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ!

امجد اقبال ساجد

’’میں دنیا میں ایک چیز سے محبت کرتا ہوں اور وہ ہے قرآن، اور مجھے صرف ایک چیز سے نفرت ہے اور وہ ہے انگریز۔ میں سمجھتا ہوں کہ زندگی کے تجربوں اور مشاہدوں نے میرے ان دو جذبوں میں بلا کی شدت اور حرارت پیدا کر دی ہے۔‘‘

یہ قول اس عظیم شخصیت کی ایک تحریر سے نقل کیا گیا ہے۔ جسے دنیا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ ایشیاء کے اس سب سے بڑے خطیب کو ہم سے بچھڑے اڑتالیس سال گذر چکے ہیں۔ گویا قریباً نصف صدی تک وقت کا پہیہ آگے بڑھ چکا ہے۔ مگر وہ عظیم انسان اپنے کردار و عمل اور سحر آفریں خطابت کی بدولت اب بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ و تابندہ ہے۔

پیدائش

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ یکم ربیع الاوّل ۱۳۱۰ھ بمطابق ۲۳ ستمبر ۱۸۹۲ء کو جمعہ کے دن نور کے تڑکے ایک سادات گھرانے کے فرزند حافظ سید ضیاء الدین کے ہاں پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسبت ۲۹ ویں پشت میں سیدنا حسن بن علی المرتضیٰؓ سے جا ملتا ہے۔ شاہ صاحب کی نانی محترمہ حضرت باقی اللہؒ کی نواسی تھیں اور خواجہ باقی باللہؒ کے روحانی مقام کے متعلق تاریخ کے طالبعلم جانتے ہیں کہ یہی وہ بزرگ ہے جن کے دست حق پرست پر شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بیعت کی تھی۔ شاہ صاحبؒ ابھی چار سال کے ہی تھے کہ آپؒ کی والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ اندرابیؒ انتقال کر گئیں۔ والد محترم کے زیر سایہ شاہ صاحبؒ نے پرورش پائی۔

تعلیم

شاہ صاحبؒ نے ابتدائی کتابیں اپنے نانا مولانا حکیم حافظ سید احمد اندرابیؒ ہی سے گھر میں پڑھیں۔ فارسی اور عربی خود شاہ جیؒ کے گھر کی تعلیم تھی۔ نانا اور نانی معلم بنے، باپ نے نگرانی کی اور پھر حضرت شاد عظیم آبادی کی ادبی محفلوں نے اس سونے کے نکھار میں سہاگے کا کام کیا۔ والد صاحب کا شوق تھا کہ بیٹا ان کی طرح حافظ قرآن ہو۔ چنانچہ کاروبار کے علاوہ وقت کا اکثر حصہ شاہ جیؒ کو قرآن پڑھانے میں صرف کرتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ جیؒ کو قرآن سے عشق ہو گیا۔ شاہ جیؒ کو قرآن وراثت میں ملا تھا۔ دو سال میں ہی حفظ کر لیا۔ خود شاہ صاحبؒ فرماتے تھے: ’’میں اکثر ظہر اور عصر کے درمیان قران کریم ختم کر لیا کرتا تھا۔‘‘

سترہ یا اٹھارہ سال کے تھے کہ پنجاب کا رخ کیا ۱۹۱۴ء میں امرتسر گئے۔ وہاں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ سے فقہ، حضرت مفتی محمد حسینؒ سے علم حدیث اور مولانا نور احمدؒ سے قرآن مجید کی تفسیر پڑھی۔ اسی سال آپ کے والد آپ کو امرتسر سے ناگڑیاں لے گئے۔ ۱۹۱۴ء ہی میں شاہ جیؒ کی شادی سید میر مرتضٰی شاہ کی صاحبزادی سے

ہوئی۔ سید میر مرتضیٰ شاہ سے ضیاء الدین کے چچازاد بھائی تھے۔

اگلے سال پھر امرتسر جا کر مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ کے درس میں شامل ہو کر ادھورے اسباق کی تکمیل شروع کردی۔ مولانا قاسمیؒ، شاہ جیؒ سے جمعہ پڑھوایا کرتے۔ تاکہ تقریر کے زیروبم سے آگاہی ہوتی رہے۔ شاہ جیؒ کے قرآن پڑھنے اور تقریر کا چرچا عام ہوا تو اہل محلہ نے مولانا قاسمیؒ کی اجازت سے کھلے میدان میں تقریر کرادی۔ اس طرح یہ کلی کھلی، پھول بنا اور اس کی مہک نے ساری فضا کو معطر کردیا۔ شاہ جی کو چہ جیل خانہ کی مسجد کے امام مقرر ہوئے تو آپ کی تقریر کی دھوم مزید پھیل گئی۔ آپ کی تقاریر میں غیر اسلامی رسومات اور جاہلانہ رسوم ورواج کا رد بڑی شدت کے ساتھ ہوتا تھا۔ ان قبیح رسومات کے تعاقب سے ایک ایسا گروہ آپ کے خلاف ہوگیا۔ جس کے رزق کا انحصار جھوٹ کے چراغ روشن کرنا تھا۔

منشور حیات

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ کی زندگی میں ایک ہی جذبے کی فراوانی پائی جاتی ہے۔ اس جذبے کو ہم ان کی زندگی کا مقصد اور منشور کا نام بھی دے سکتے ہیں اور وہ جذبہ تھا۔ عشق رسالت مآب ﷺ۔ وہ اس کے لئے زندہ رہے۔ اس پر اپنی تمام توانائیاں خرچ کردیں اور اسی کی خاطر ان کا پیمانہ عمر لبریز ہوا۔ برطانوی استعمار کی مخالفت ہو یا قادیانیت کے تعاقب کی جدوجہد، آزادئ وطن کی تحریک ہو یا راجپال کا تعاقب، تحریک مدح صحابہؓ ہو یا تحفظ ختم نبوت کے لئے ان کی گرانقدر خدمات۔ ان سب کے پس منظر میں اصلاً ایک ہی جذبہ کارفرما نظر آتا ہے اور وہ جذبہ عشق رسالت مآب ﷺ کا جذبہ ہے۔

قادیانیت کا ابتدائی تعاقب

شاہ جیؒ کے اپنے بیانات اس بات کا مظہر ہیں کہ قادیانیت کے خلاف ان کے دل ودماغ میں جولاوا پکا اس کی ابتداء آپ کے زمانہ طالب علمی ہی سے ہوگئی تھی۔ چنانچہ ۱۹۵۲ء میں لاہور کے جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے۔ سٹیج پر موجود مولانا ظفر علی خانؒ کو مخاطب کر کے شاہ جیؒ نے فرمایا۔ ظفر علی خان! تیرے ستارہ صبح نے میرے جگر میں آگ لگادی تھی۔ ستارہ صبح نامی پرچے کا آغاز ۱۹۱۴ء میں زمیندار اخبار کی عارضی بندش کے بعد ہوا تھا اور اس میں دیگر موضوعات کے علاوہ علمی تحریروں کے ذریعے قادیانیت کا تعاقب اور احتساب کیا جاتا تھا۔

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر شاہ جیؒ کی قادیانیت سے باقاعدہ مخاصمت کا آغاز ۱۹۱۴ء ہی کے ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔ ۱۹۱۴ء کی دوپہر کو بندے ماترم ہال امرتسر میں قادیانیوں کی طرف سے ایک جلسۂ عام منعقد ہوا۔ اس وقت کا قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی بھی شریک تھا۔ شاہ جیؒ بھی ایک عام سامع کی حیثیت سے شریک جلسہ تھے۔ مرزا محمود احمد قادیانی نے اپنی تقریر کے آغاز میں ایک خودساختہ خطبہ پڑھا اور پھر ایک حدیث پڑھی اور حدیث بھی غلط پڑھی۔ شاہ جیؒ فوراً کھڑے ہوگئے۔ مرزا محمود احمد قادیانی کو حدیث غلط پڑھنے پر ٹوکا اور مرزا سے اس کا حوالہ بتانے کا مطالبہ کیا۔ لیکن مرزا محمود قادیانی نے شاہ جیؒ کی بات کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اس پر شاہ جیؒ نے

اپنی قوت کو آواز میں جمع کر کے فرمایا: ’’حدیث صحیح پڑھو اور حوالہ بتاؤ۔ ورنہ ایک لفظ آگے نہ کہنے دوں گا۔‘‘ شاہ جیؒ نے یہ کہا اور سٹیج کی طرف بڑھے۔ مرزا محمود احمد قادیانی جو چند لمحے پہلے شاہ جیؒ کو ایک ناقابل توجہ مولوی سمجھ کر مسلسل نظرانداز کر رہا تھا۔ اب ان کی قوت ایمانی سے متزلزل ہو گیا اور شاہ جیؒ کو سٹیج کی طرف بڑھتا دیکھتے ہی گھبرا کر پیچھے ہٹا اور پولیس کے ہمراہ عقبی دروازے سے باہر نکل بھاگا۔ اس پر سارا ہال نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھا۔ شاہ جیؒ نے سٹیج پر آ کر صحیح حدیث بیان کی اور اس کا مطلب بیان کیا۔ اس دلیرانہ اقدام سے مسلمانوں میں حیرت و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ کئی لوگوں نے شاہ جیؒ کو آگے بڑھ کر کندھوں پر اٹھا لیا اور نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

تحریک تعاقب شاتم رسول

بیسویں صدی کے دوسرے دھے میں برصغیر میں آریہ سماج نے شدھی و سنگھٹن نام کی مسلم مخالف تحریکیں شروع کیں۔ ان تحریکوں کے مقاصد میں سرفہرست مسلمانوں کو ہندو بنانا تھا۔ انہوں نے اپنی تحریکوں کے پانچ رخ متعین کئے۔ ان میں سے پانچواں رخ نہایت تکلیف دہ اور ناقابل برداشت تھا اور وہ تھا اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس سے متعلق توہین آمیز کتابوں کی اشاعت۔ چنانچہ انہوں نے پے در پے توہین آمیز اور غلیظ ترین کتابیں شائع کرنا شروع کر دیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ برسوں سے اکٹھے رہتے رہتے بیسویں صدی کے آغاز میں آریاؤں کو کیا سوجھی کہ انہوں نے یکا یک توہین رسالت کا کام شروع کر دیا۔ اس ہولناک سانحہ کے پس پردہ محرکات اس دور کی تاریخ پر ایک نظر ڈالنے سے بآسانی معلوم ہو جاتے ہیں۔ اس تحریک کی اصل قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے حواریوں کی وہ زبان تھی جو انہوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں آریہ دھرم اور اس کے پیشواؤں کے خلاف استعمال کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی زبان یاوہ گوئی، گالی گلوچ اور لغو گفتگو کی عادی تھی۔ چنانچہ اس نے آریہ سماج کے بانی کو اپنی یاوہ گوئی کا نشانہ بنایا۔ مرزا قادیانی نے اپنی مخصوص زبان میں آریہ دھرم کے خلاف ۱۸۷۷ء سے ۱۹۰۸ء تک اٹھ کتابیں لکھیں۔ مرزا قادیانی کے بعد ۱۹۲۳ء میں میر قاسم علی قادیانی نے آریہ سماج کے بانی سوامی شردھانند کی زندگی پر نہایت رکیک انداز میں ایک کتاب بعنوان ’’انیسویں صدی کا مہرشی‘‘ لکھی۔ اس کتاب کا شائع ہونا تھا کہ آریاؤں کی مذہبی دنیا میں زلزلہ بپا ہو گیا۔ اس وقت تک مرزا قادیانی اور اس کا گروہ غیر مسلموں کی نظروں میں مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ تھا۔ اس لئے بدبخت آریاؤں نے (بجائے اس کے کہ وہ اپنے مذہب کے بانی کی توہین کے جواب میں قادیانی مذہب کے بانی کی زندگی کو جوابی حملوں کا نشانہ بناتے) حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ﷺ کو اپنا ہدف تنقید بنا لیا۔

۱۹۲۷ء میں ایک آریہ پبلشر راج پال نے حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے متعلق دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔ ایک نہایت دلآزار کتاب بعنوان ’’رنگیلا رسول‘‘ شائع کی، کتاب کا چھپنا تھا کہ مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مسلمانوں نے جہاں آریاؤں کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا وہیں مختلف مقامات پر جلسے کر کے قادیانیت کے خلاف فتوئ کفر کی تجدید کی اور اسے عام کیا اور حکومت وقت سے ایک نہایت جائز مطالبہ رکھا کہ

تعزیرات ہند میں ایک ایسی دفعہ کا اضافہ کیا جائے جس کی رو سے بانیان مذاہب کے خلاف تقریر و تحریر جرم قرار دیا جائے۔ اس سلسلہ کا سب سے بڑا جلسہ احاطہ میاں عبدالرحیم نزد دہلی دروازہ لاہور میں ۱۹۲۷ء کو منعقد ہوا۔ شاہ جیؒ نے جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''مسلمانو! میں تمہاری سوئی ہوئی غیرت کو جھنجھوڑنے آیا ہوں۔ آج کفار نے توہین پیغمبر کا فیصلہ کر لیا ہے۔ انہیں شاید غلط فہمی ہوئی ہے کہ مسلمان مر چکا ہے۔ آؤ اپنی زندگی کا ثبوت دو۔ عزیز نوجوانو! تمہارے دامن کے سارے داغ صاف ہونے کا وقت آ پہنچا ہے۔ گنبد خضراء کے مکین تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔ ان کی آبرو خطرے میں ہے۔ ان کی عزت پر کتے بھونک رہے ہیں۔ اگر قیامت کے دن محمد ﷺ کی شفاعت کے طالب ہو تو پھر نبیؐ کی توہین کرنے والی زبان نہ رہے یا سننے والے کان نہ رہیں۔''

شاہ جیؒ نے اس موضوع پر ملک بھر میں دیوانہ وار تقریریں کیں۔ اس پر تکلیفیں آئیں۔ برداشت کیں۔ بیڑی پہننا پڑی۔ اسے برداشت کیا گرفتاری آئی۔ اسے خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ ان کی گرفتاری نے تحریک کو اور تیز کر دیا۔ گستاخان رسول کے تعاقب میں مزید شدت پیدا ہوگئی۔ شاہ جی کی گرفتاری رنگ لائی۔ انہوں نے جس مقصد کے لئے یہ جدوجہد شروع کی تھی۔ اس میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی۔ ''رنگیلا رسول'' نامی غلیظ کتاب کا پبلشر راج پال، غازی علم الدینؒ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔ اس کے علاوہ بھی کئی غیور مسلمانوں نے گستاخان رسول کو قتل کیا۔ جن میں قاضی عبدالرشیدؒ نے آریاؤں کے سرغنہ سوامی شردھانند کو قتل کیا۔ اسی طرح قصور میں محمد صدیقؒ نے پالے شاہ کو، کلکتہ میں محمد عبداللہؒ اور عبدالعزیزؒ نے لاہور سے جاکر بھولا رام کو، کراچی میں عبدالقیومؒ نے نتھو رام کو، جہلم میں غلام محمدؒ نے اپل سنگھ کو اور کیمبل پور میں عبدالمنانؒ نے پیارے لال کو قتل کیا اور ان سب نے خوشی سے قتل کیا۔ عبدالمنانؒ کو عمر قید کی سزا دی گئی۔ اس تحریک کے نتیجے میں حکومت برطانیہ تعزیرات ہند میں تحفظ ناموس داعیان مذہب کی دفعہ بڑھانے کے مطالبہ کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئی اور آئین میں دفعہ ۱۹۵ بڑھا دی گئی۔ جس کی وجہ سے داعیان مذاہب کی ناموس پر حملہ جرم قرار دیا گیا۔

امیر شریعت کا اعزاز

مارچ ۱۹۳۰ء کے آخری دنوں میں انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ میں دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے صدارتی خطبہ کے دوران فرمایا: ''دین کی قدریں بگڑ رہی ہیں۔ کفر چاروں طرف یلغار کر چکا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کو اپنے لئے ایک امیر کا انتخاب کرنا چاہئے۔ اس کے لئے میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو منتخب کرتا ہوں۔''

یہ کہہ کر حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے شاہ جیؒ کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ شاہ جیؒ روتے ہوئے فرمارہے تھے۔ حضرات علماء کرام یہ مت سمجھیں کہ انور شاہ کشمیریؒ نے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی بیعت کی ہے۔ بلکہ یوں سمجھیں کہ انور شاہ کشمیریؒ نے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو دین کا کام کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس واقعہ کو لاہور سے چھپنے والے اخبار ''انقلاب'' نے منظوم صورت میں یوں بیان کیا۔

کی ہے اک شاگرد کی استاد نے بیعت قبول
بڑھ گیا ہے مہر سے کس درجہ رتبہ ماہ کا
انقلاب آسماں دیکھو کہ ایک ادنیٰ مرید
پیر انور شاہ کشمیریؒ جیسا ہے عطاء اللہؒ کا

مجلس احرار اسلام

۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام کا قیام عمل میں لایا گیا۔ حضرت امیر شریعتؒ کو اس جماعت کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۳۱ء میں مجلس احرار نے تحریک کشمیر میں یادگار کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۴ء میں احرار نے قادیانیوں کے خلاف قادیان ہی میں زبردست تحریک پیدا کی اور وہاں ایک یادگار کانفرنس کی جو ''قادیان کانفرنس'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کانفرنس میں سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس مطالبہ نے آگے چل کر ملت اسلامیہ کی مشترکہ آواز کی شکل اختیار کر لی۔ شاہ جیؒ کی تقریر پر ان کے خلاف مقدمہ بن گیا۔ گرفتاری ہوئی مجبوراً حکومت نے شاہ جیؒ کو کیس سے بری کر دیا۔

تحریک مدح صحابہؓ

پنجاب اور یو، پی کا دورہ کرتے ہوئے لکھنؤ میں تقریر کے دوران کسی نے امیر شریعتؒ کے صحابہؓ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنے پر بلند آواز سے پکارا۔ شاہ صاحب! یہاں صحابہؓ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا جرم ہے۔ یہ فقرہ سنتے ہی امیر شریعتؒ نے مجمع سے دوبارہ تصدیق کی اور فوراً بعد طبیعت میں یکا یک تیزی آ گئی اور صحابہ کرامؓ کا بار بار نام لیا اور ہر نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہا۔ شاہ جیؒ چار دن لکھنؤ میں رہے۔ مگر انتظامیہ کو آپ کے خلاف کارروائی کی جرأت نہ ہو سکی۔

۲۶ راگست ۱۹۳۵ء کو حضرت امیر شریعتؒ دوبارہ لکھنؤ گئے اور چوک فرنگی محل میں تقریر کے دوران کہا۔

''مجھے افسوس ہے کہ انگریز نے لکھنؤ میں ایسا قانون جاری کر رکھا ہے جس کی رو سے منقبت صحابہؓ کرنا یا کرانا جرم ہے اور اس کی سزا دو سال قید تک ہے۔ میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اس قانون کو فوراً منسوخ کر دے۔ یہ مداخلت فی الدین ہے۔ گالیاں بکنا تو جرم ہو سکتا ہے۔ مگر کسی کی تعریف کیونکر جرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس قانون کو ختم نہ کیا گیا تو پھر میں بے آئینی بھی کر سکتا ہوں۔''

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ۱۹۰۷ء میں رام پور کے شیعہ مولوی، مقبول احمد دہلوی نے ایک اعلان کیا۔

''چونکہ حکومت کا اعلان ہے کہ وہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کرے گی۔ لہٰذا تبرہ کہنا ہمارا مذہبی حق ہے اور ہم تبرہ کہیں گے۔ اس پر میں کوئی نہیں روک سکتا۔''

اس اعلان سے سنی عقیدہ کا مسلمان برہم ہوا اور اس سال لکھنؤ میں شیعہ سنی فساد ہوا۔ اس فساد کی بناء پر ۱۹۰۹ء میں حکومت یو، پی نے ایک کمیشن مقرر کیا۔ جس نے اپنی رپورٹ کے آخر میں حکومت کو مشورہ دیا کہ: ''عشرہ

محرم کے دن اور چہلم کے موقع پر اور ۲۱ر رمضان کے دن مدح صحابہؓ کی بندش کی جائے۔'' کمیشن کے اس مشورے پر حکومت نے اعلان کروایا کہ ان ایام میں کوئی مدح صحابہؓ نہ کرے۔ اگر کوئی خلاف ورزی کرے گا تو فوراً گرفتار کرلیا جائے گا۔

۱۹۳۷ء کے محرم میں ۹ر محرم کو حضرت امیر شریعت لکھنؤ گئے اور وہاں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے سنیوں سے سوال کیا۔ اس صوبہ میں آپ کا کوئی وارث ہے یا نہیں؟ اس سوال کو بنیاد بنا کر شاہ جیؒ نے تین گھنٹے خطاب کیا۔ اس تقریر کے بعد مجلس احرار اسلام کے دوسرے رہنما چوہدری افضل حقؒ، مولانا حبیب الرحمنؒ کئی بار لکھنؤ گئے۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ کی وساطت سے یوپی کانگریس حکومت سے رابطہ قائم کیا۔ لیکن حکومت خواہ کسی کی ہو۔ اس کا آستانہ اس قدر بلند ہوتا ہے کہ اس پر بغیر زینے کے چڑھنا دشوار ہے اور یہ زینہ انسانی لاشوں سے تیار ہوتا ہے۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ اور دوسرے رہنماؤں نے کانگریسی حکومت سے، وزیراعلیٰ اور گورنر سے کئی بار رجوع کیا کہ لکھنؤ میں سنی مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی تعریف کریں۔ جب کہ یہاں ان کی تعداد اٹھاسی ہزار کے قریب ہے۔ جبکہ شیعہ صرف بارہ ہزار ہیں۔

مگر حکومت کسی طریقے سے نہ مانی۔ آخر ۱۰ر جولائی ۱۹۳۷ء بروز جمعہ مجلس احرار اسلام نے کانگریسی حکومت کے خلاف سول نافرمانی کا اعلان کردیا۔ اس تحریک میں ۲۵ ہزار مسلمان گرفتار ہوئے۔ آخر کار ۱۴ر نومبر کو گورنر کے اعلان پر تمام قیدی رہا کردیئے گئے۔ ۲۶ر مارچ ۱۹۳۸ء کو سنی مسلمانوں کا یہ حق تسلیم کرتے ہوئے حکومت نے اس بیہودہ قانون کو ختم کردیا۔ اس طرح ۱۹۰۹ء کا نافذ کردہ قانون حضرت امیر شریعتؒ اور دیگر علماء وعوام کی جدوجہد سے ۱۹۳۸ء کو ختم کردیا گیا۔

تحریک پاکستان

مجلس احرار اسلام اور امیر شریعتؒ نے اپنی سیاسی بصیرت کی بناء پر برصغیر کے مجوزہ تقسیم کے عمل کی مخالفت کی ان کا موقف تھا کہ اس تقسیم سے مسلمان کمزور ہوجائیں گے۔ ان کا اصرار تھا کہ انگریز جس طرح بندر بانٹ کررہا ہے۔ اس سے مسلمان مستقل پریشان رہیں گے۔ چنانچہ حضرت امیر شریعتؒ نے ۲۶ر اپریل ۱۹۴۶ء اردو پارک دہلی میں تقریباً پانچ لاکھ کے مجمع کے سامنے جن خدشات کا اظہار فرمایا تھا۔ وہ وقفے وقفے سے پورے ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد شاہ جیؒ نے مجلس احرار اسلام کے تمام رضا کاروں کو مسلم لیگ سے تعاون کی ہدایت جاری کی اور فرمایا کہ پاکستان ہمارا ملک ہے اور اس کی حفاظت ہمارا فریضہ ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء

پاکستان کی ابتدائی مشکلات کو اپنے لئے مفید پاکر قادیانیوں نے اکھنڈ بھارت کے الہامی عقیدے کی تبلیغ شروع کردی۔ ادھر پاکستانی قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کی ملک دشمن اور اسلام دشمن پالیسیاں عروج پر تھیں۔ جس سے مسلمانان پاکستان پریشان تھے۔ ان حالات میں مسلمانوں کے مختلف الخیال رہنماؤں کو مرزائیت کے متعلق

سوچنا پڑا۔ امیر شریعتؒ ۱۹۴۹ء میں سیاسیات سے علیحدگی کے بعد قادیانیت کے تعاقب میں ہمہ تن مصروف تھے کہ ۹ رمئی ۱۹۵۱ء کو ایک کنونشن بلایا گیا۔ اس کنونشن کے اختتام پر مرزائیت کے خلاف سارے مغربی پاکستان میں تحریک کا آغاز کیا گیا۔ مرزائیت کے اشتعال انگیز بیانات اور تقاریر نے حالات کو مزید بگاڑ دیا۔ چنانچہ ۱۳ر جولائی ۱۹۵۲ء کو مجلس عمل کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء شریک ہوئے۔ مجلس عمل نے ۲۳ر جنوری ۱۹۵۳ء کو وزیر اعظم سے مل کر اپنے مطالبات پیش کئے۔ مجلس عمل کے مطالبات تین تھے۔

۱...... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲...... قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

۳...... ظفر اللہ وزیر خارجہ کو اس کے عہدے سے الگ کیا جائے۔

حکومت کو ۲۲ر فروری ۱۹۵۳ء تک کا وقت دیا گیا۔ مگر حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی۔ ۲۶ر فروری ۱۹۵۳ء کو آرام باغ کراچی میں مجلس عمل کا عظیم اجتماع ہوا۔ جس میں شاہ جیؒ نے بھی خطاب کیا۔ رات دو بجے یہ اجتماع ختم ہوا اور اس رات کو تمام رہنماؤں سمیت امیر شریعت بھی گرفتار کر کے کراچی جیل پہنچا دیئے گئے۔

گرفتاریاں

۲۷ر مارچ ۱۹۲۱ء کی پہلی گرفتاری سے لے کر ۲۶ر فروری ۱۹۵۳ء کی آخری گرفتاری تک حضرت امیر شریعت متعدد بار گرفتار ہوئے۔ سینکڑوں مقدمات بنے اور کم وبیش دس سال کا مکمل عرصہ وقفے وقفے سے آپ نے جیل میں گذارا۔ کراچی جیل سے سکھر جیل، سکھر سے لاہور جیل، بالآخر ۸ر فروری ۱۹۵۴ء کو رہا کر دیئے گئے۔

بیماریوں کا حملہ

مختلف قیدوں کی طویل مدت، ناقص غذا اور آرام نہ کرنے کے باعث شاہ جیؒ کے جسم کو کئی بیماریاں لاحق ہوگئیں۔ وفات سے چار سال قبل پہلے آپ کو شوگر مرض لاحق ہوا۔ ۲۰ر اگست ۱۹۶۱ء کو موت نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے۔

وفات

مورخہ ۲۱ر اگست ۱۹۶۱ء، بمطابق ۹ر ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ بروز پیر شام سوا چھ بجے ایشیاء کا عظیم خطیب زندگی کے تقریباً ۷۲ سال گذار کر اس جہان فانی سے رخصت ہوگیا۔

دل درد میں ڈوبا ہے زبان نوحہ کناں ہے
ہم ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ بخاریؒ تو کہاں ہے
اے خطۂ فردوس کے راہی تو پلٹ آ
رحلت پہ تیری غلغلۂ آہ وفغان ہے

نماز جنازہ اور تدفین

وفات کے دوسرے دن ۲۲ راگست نماز عصر سے ذرا پہلے حضرت امیر شریعتؒ کی نماز جنازہ ان کے بڑے بیٹے سید ابوذر عطاء المنعم بخاریؒ نے پڑھائی۔ محتاط اندازے کے مطابق قریباً ڈیڑھ لاکھ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد دونوں بڑے صاحبزادوں سید ابوذر بخاریؒ اور سید عطاالمحسن بخاریؒ نے شاہ جیؒ کو جلال باقری ملتان کے مشہور قبرستان میں قبر میں اتارا جہاں وہ قیامت تک کے لئے محوخواب ہوگئے۔

مرزا غلام نبی جانباز مرزا نے سرزمین ملتان سے خطاب کر کے شاہ جیؒ کو ان الفاظ میں خراج پیش کیا۔

اے شہنشاہوں کی بستی اولیاؤں کے دیار
ذرے ذرے پر ہے تیرے، رحمت پروردگار
ہر خزاں کے دور میں قائم رہی تیری بہار
تیرے دامن میں ہیں اب بھی نیک بندوں کے مزار
آج پھر پہلو میں تیرے ہے عطاء اللہ شاہؒ
جو امیر وقت تھا ڈرتے تھے جس سے کج کلاہ
وہ ہنسا تو مسکرائے گلستاں میں لالہ زار
اس کے ہنسنے پر مہک اٹھی خزاؤں میں بہار
پاک رہنا چاہیے محشر تلک تیرا ضمیر
سو رہا ہے تیرے دامن پر شریعت کا امیر

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ساہیوال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی میں مورخہ ۲۲ رمارچ کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مختلف نشستوں کی صدارت جامعہ رشیدیہ کے مہتمم اور عالمی مجلس کے مقامی امیر مولانا کلیم اللہ رشیدی اور پیر جی عبدالجلیل رائے پوری نے کی۔ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، استاذ العلماء مولانا مفتی محمد حسن لاہور، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جمعیت اہل حدیث کے مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، بزم رضا کے جناب شیخ اعجاز رضا کے علاوہ مولانا منظور احمد قاسم، مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری عبدالجبار، مولانا قاری منظور احمد طاہر، سید انعام اللہ شاہ بخاری سمیت متعدد علماء کرام نے شرکت وخطاب کیا۔ نقابت کے فرائض جامعہ رشیدیہ کے ناظم قاری سعید بن شہید نے سرانجام دیئے۔ تلاوت قاری محمد عثمان صدیقی المالکی اور جناب قاری احسان اللہ فاروقی نے کی۔ نعتیہ کلام حضرت مولانا محمد شاہد عمران عارفی نے پیش کیا۔ کانفرنس میں ملک بھر میں قادیانی سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا اور قراردادوں کے ذریعہ ضلعی پولیس انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ ساہیوال میں قادیانیوں کی غیر قانونی اور اشتعال انگیز سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے۔ ساہیوال کے مضافاتی علاقوں سے کارکنان ختم نبوت نے قافلوں کی شکل میں شرکت کی۔

آہ! حضرت مولانا فیروز خانؒ

مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا محمد فیروز خان صاحب ڈسکہ ۹؍مارچ ۲۰۱۰ء کو انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا فیروز خانؒ کے والد گرامی کا نام سمندر خانؒ تھا جو اتمان زئی کی شاخ میر بازی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے ہاں مولانا فیروز خانؒ کی ولادت ۱۹۳۳ء کو بمقام رتہ پڑکھیرگام براستہ شاردہ ضلع مظفر آباد آزاد کشمیر میں ہوئی۔ کھرگام میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا خان زمان ہری پور موضع ڈھینڈہ میں قاضی محمد اسلم صاحبؒ کے ہاں پڑھتے تھے۔ وہ آپ کو بھی ساتھ لے گئے۔ چنانچہ آپ نے قاضی محمد اسلم صاحب، حضرت قاضی خلیل الرحمٰن صاحبؒ سے ابتدائی صرف ونحو سے لے کر مشکوٰۃ شریف تک کتابیں پڑھیں۔ صرف میں تخصص کے لئے ضلع اٹک کے مقام کامرہ اور نحو میں تخصص کے لئے گجرات کے مقام انہی میں بھی پڑھتے رہے۔ گوجرانوالہ میں حضرت مولانا محمد چراغ صاحبؒ کے ہاں عربی فاضل کی تعلیم حاصل کی۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں بھی زیر تعلیم رہے۔ اس دوران دوموریہ پل کے قریب نورانی مسجد میں خطابت بھی کی۔ ۱۹۵۴ء میں دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ایسے مشاہیر سے حدیث شریف کی تکمیل کی۔ دورہ حدیث شریف میں آپ کے ساتھی دیگر حضرات کے علاوہ تبلیغی جماعت کے معروف رہنما مولانا محمد عمر پالن پوریؒ بھی تھے۔ دیوبند میں آپ کو فیروز خان لاہوری کہا جاتا تھا۔ تعلیم کے لاہور میں تشریف لائے۔ میٹرک کی تعلیم حاصل کی۔ پھر گوجرانوالہ تشریف لائے۔ چونڈہ کے دوستوں نے آپ کے لئے سرکاری ملازمت کے لئے محکمہ تعلیم سے آرڈر کرائے۔ اس دوران میں ڈسکہ کے معروف قادیانی لاٹ پادری ظفر اللہ خان کے گھر سے متصل اہل حدیث مسجد کے خطیب نے عارضی طور پر ایک آدھ جمعہ پڑھانے کی لئے دعوت دی۔ وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں اسی زمانہ میں ظفر اللہ خان قادیانی کا طوطی بولتا تھا۔ اس کی بولتی بند کرنے کے جذبہ سے آپ ڈسکہ میں مستقل کام کرنے کے ارادہ سے رک گئے۔

رحمانیہ مسجد کی خطابت آپ کے سپرد ہوئی۔ ان دنوں قادیانی عفریت اکڑفوں کرنے میں یدطولیٰ رکھتا تھا۔ آپ نے قادیانیوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ قادیانی شاطر انگاروں پر لیٹنے لگے۔ عوام مسلمانوں نے مولانا کو اپنا مسیحا جان کر آنکھوں کا تارا بنالیا۔ ڈسکہ کے درودیوار آپ کی خطابت کی جولانیوں سے جھومنے لگے۔ آپ نے مستقل بنیادوں پر رحمانیہ مسجد کے بالمقابل سڑک کے پار خالی سرکاری پلاٹ پر مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ قادیانیوں کو پتہ چلا تو وہ روڑے اٹکانے لگے۔ آپ دیوار بناتے۔ قادیانی گرادیتے۔ کئی بار ایسے ہوا۔ ایک بار جمعہ سے قبل آپ نے دیوار بنائی۔ جمعہ پڑھانے کے لئے منبر پر بیٹھے تو قادیانیوں کو چیلنج کیا کہ اب کی بار گرا کر دکھاؤ تو اپنی شکست مان لوں گا۔ قادیانی اوباشوں نے اسے دیوانے کی بڑ سمجھا۔ جمعہ کے دوران ۳۵ قادیانی دیوار گرانے لگ گئے۔ آپ جمعہ پڑھا کر آئے۔ یہ منظر دیکھا تو لاٹھی اٹھائی اور قادیانیوں پر پل پڑے۔ قادیانی سورماؤں کے پتے پانی ہوگئے۔ مولانا کی للکار سے وہ

ایسے سراسیمہ ہوکر غائب ہوئے جیسے اذان کی آواز سے معلم الملکوت کے نمائندہ غائب ہوتے ہیں۔اس واقعہ سے قادیانیوں پر مولانا کی دھاک بیٹھ گئی۔ جامعہ دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ قائم ہوگیا۔اس وقت بنین وبنات کے شعبے قائم ہیں۔۱۹۵۸ء میں آپ نے قائم کیا۔اس وقت تک ہزارہا بندگان خدا نے اپنی علمی پیاس اس چشمہ فیض سے بجھائی۔

مولانا فیروز خانؒ بہت ہی بہادر انسان تھے۔بزدل،کم ہمت،مصلحت بین سے آپ کی کبھی نہیں بنی۔جہاں رہے سربکف رہے۔یہ تمام بہادری وجرأت آپ کو حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے ملی تھی۔آپ نے ان سے بیعت بھی کی۔ان کے مرید مخلص اور طالب صادق تھے۔مولانا فیروز خانؒ نے مجلس احرار اسلام میں کام کیا۔جمعیت علمائے اسلام کی تشکیل ہوئی تو حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ،مولانا غلام غوث ہزارویؒ،مولانا مفتی محمودؒ کے ساتھ جمعیت کی آبیاری میں برابر کے شریک سفر رہے۔آپ نے حضرت مدنیؒ کے انتقال کے بعد کسی سے تجدید بیعت نہیں کی۔حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ سے بہت ہی نیازمندانہ اخلاص بھرا تعلق تھا۔لیکن بیعت اس سے لئے نہ کی کہ فرماتے تھے کہ وہ ہمارے امیر ہیں اور جماعتی امور میں امیر سے اختلاف رائے ہوجاتا ہے۔اگر ان سے بیعت کا تعلق ہوتو اپنے شیخ سے اختلاف رائے تصوف کی روح کے خلاف ہے۔مولانا فیروز خانؒ کی بہادری وجرأت ضرب المثل تھی۔ بلامبالغہ وہ سیف بے نیام اور شیر غراں تھے۔ان کے ساتھ اسلاف کی بہادری وجرأت کی داستانیں وابستہ تھیں۔آپ زندگی کی آخری سانس تک جمعیت کے ساتھ وابستہ تھے۔حضرت مولانا سمیع الحق بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور آپ کی رائے کو بڑی قدردانی کے ساتھ قبول کرتے تھے۔آپ کا جنازہ بھی مولانا سمیع الحق صاحب نے پڑھایا۔

مولانا فیروز خانؒ کا قیام ڈسکہ قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے تھا۔قدرت نے آپ کو کامیاب کیا۔ قادیانیوں کی جائیدادیں بک گئیں۔ظفراللہ قادیانی کی کوٹھی ظفراللہ کی قبر کی طرح تاریک ہے اور موذی جانوروں کا مرکز ہے۔کافر کے دل کی طرح اس کی ویرانی بھی فاعتبروا یااولی الابصار! کا منظر پیش کررہی ہے۔مولانا فیروز خانؒ ہمیشہ ختم نبوت کے منادر ہے۔ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات بھی ضلع سیالکوٹ کے باسی تھے۔ڈسکہ بھی سیالکوٹ میں واقع ہے۔اس نسبت سے مولانا فیروز خانؒ کے مولانا محمد حیاتؒ سے مثالی تعلقات تھے۔مولانا محمد حیاتؒ بھی دلی طور پر آپ کے قدردان تھے۔حق تعالیٰ نے آپ سے بہت کام لیا۔ہر سال ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تشریف لانا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔صحت کے زمانہ میں رات کے اجلاس سے خطاب فرماتے۔ جب صحت مضمحل ہوئی تو پہلے دن ظہر سے قبل تشریف لاتے۔ظہر کے بعد بیان کرکے واپس تشریف لے جاتے۔ قادیانی ضلع سیالکوٹ میں کوئی شرارت کرتے تو علمائے کرام میں سے سب سے پہلے مولانا فیروز خانؒ میدان عمل میں اترتے۔حق تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو بقعۂ نور بنائے۔ان کے صاحبزادگان کو ان کا حقیقی معنوں میں جانشین بنائے۔

مولانا مرحوم کے جانے سے علماء حق کی حق گوئی وجرأت کا ایک باب مکمل ہوگیا ہے۔آپ نے جس تندہی اور جانفشانی سے دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کو بام عروج تک پہنچایا۔وہ آپ کے لئے یقیناً صدقہ جاریہ ہے۔مولانا فیروز خانؒ ایک عالم دین ہی نہیں تھے۔ بلکہ ان کی ذات ایک انجمن تھی۔ایک تحریک تھی۔ان کی یادوں کے تذکرے مدتوں رہیں گے۔ ان ایسے مخلص مجاہد عالم دین کا وجود اس دور میں نشان منزل تھا۔وہ کیا گئے تاریخ کا ایک باب مکمل ہوگیا۔

مولانا فیروز خانؒ دراز قامت، مضبوط کسرتی جسم، رنگ سرخ، داڑھی کے بال گھنے اور خم دار، مونچھیں رعب ودبدبہ کا پرتو لئے ہوئے، سر پر ہمیشہ رومال باندھتے تھے۔ اہل علم کے قدردان تھے۔ دل وزبان ایک تھے۔ وفاق المدارس، جمعیت علمائے اسلام کے اجلاسوں میں جس بات کو حق سمجھتے تھے بروقت ڈنکے کی چوٹ پر اس کا اظہار کرتے تھے۔ مولانا فیروز خانؒ آخر تک چاک وچوبند رہے۔ جب سے اہلیہ محترمہ کا وصال ہوا تو خود بھی نڈھال ہوگئے۔ وقت موعود آن پہنچا۔ لاہور ہسپتال لے جایا گیا۔ وہاں سے خود تقاضہ کر کے واپس ڈسکہ آگئے۔ ان کی وفات کی خبر سے پورا علاقہ سوگوار ہوگیا۔ بہت بڑا جنازہ ہوا۔ چشم فلک نے ڈسکہ کی سرزمین پر جنازہ کا پہلے ایسا منظر نہ دیکھا ہوگا۔ مدرسہ کے قریب پہلے سے متعین کردہ مقام پر آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی تربت کو بقعۂ نور بنائیں۔ آمین!

ختم نبوت کانفرنس گرجاکھ گوجرانوالہ

۱۱؍مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد فاروقیہ میں ختم نبوت کے عنوان پر اجتماع منعقد ہوا۔ جس کے اشتہارات باقاعدہ شائع ہوئے اور اشتہارات میں خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو مقرر ظاہر کیا گیا تھا۔ حالانکہ قاضی صاحبؒ کے انتقال کو چالیس سال سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ اس کے باوجود آج بھی وہ اپنے کارناموں کی وجہ سے زندہ ہیں۔ بہرحال اجتماع کی صدارت ضلعی امیر مولانا محمد اشرف مجددی نے کی اور اجلاس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب فرمایا۔

ختم نبوت کانفرنس مہے چٹھہ

۲۰؍مارچ کو مجلس کے زیراہتمام مہے چٹھہ کامونکی میں دفاع ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالحمید وٹو، مولانا محمد عارف شامی اور مولانا امیر معاویہ نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس کنگنی والا

۲۱؍مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز جامع مسجد ختم نبوت کنگنی والا میں ختم نبوت کانفرنس اور محفل حمد ونعت منعقد ہوئی۔ قاری محمد حنیف شاہد، شاعر ختم نبوت سید سلمان گیلانی، قاری ارشد محمود نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ جبکہ خطیب ابن خطیب مولانا محمد امجد خاں لاہور نے خطاب کیا۔

رابطہ کمیٹی کا اجلاس ۲۲؍مارچ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام سیالکوٹ میں منعقدہ کانفرنس کے انتظامات پر غور وفکر کرنے کے لئے رابطہ کمیٹی کا اجلاس حافظ محمد ثاقب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں علی پور چٹھہ، وزیرآباد، رسول نگر، گکھڑ منڈی، کے مجلس کے زعماء میں شرکت کی اور طے کیا۔ ۷ بسوں پر مشتمل قافلہ سیالکوٹ کانفرنس میں شرکت کرے گا۔

بھڑی شاہ رحمان میں ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۲۵؍مارچ کو بھڑی شاہ رحمان میں ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ جس سے مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد عارف شامی، مولانا صلاح الدین نے خطاب کیا۔

مولانا مفتی سعید احمد جلالپوریؒ اور مفتی فخر الزمانؒ

فیاض حسن سجاد

11 مارچ 2010ء کی خون آلود رات تھی۔ جب کمپیوٹر سیکشن سے محمد عمیر نے حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت کی اندوہناک خبر دی۔ بے ساختہ آنکھوں سے اشک رواں ہوگئے۔ حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوریؒ سے ملاقاتوں کے قیمتی لمحات ذہن میں گردش کرنے لگے۔ حضرت کی باتیں یاد آنے لگیں۔

شہادت سے دو روز قبل ٹیلی فون پر بات ہوئی۔ وہ اس بات پر مضطرب تھے کہ ہماری نوجوان نسل زید حامد سے متاثر ہوکر ایمان گنوا رہی ہے۔ حضرت نے مجھ سے پوچھا زید حامد کب کوئٹہ آرہا ہے۔ میرے بتانے پر کہ 14 مارچ کا اعلان کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسی حکمت عملی اختیار کرلیں کہ زید حامد کا کوئٹہ میں اجتماع نہ ہوسکے اور ہدایت دی کہ اگر کوئی اجتماع ہو تو اس کو زبردستی روکنے یا ہنگامہ آرائی کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ دعوت و تبلیغ کے منافی ہے۔ زیادہ محنت نوجوانوں پر کریں۔ تاکہ ان کا ایمان محفوظ رہ سکے۔ مسلمانوں کا ایمان بچانا ضروری ہے۔ علمائے کرام سے دعا کرائیں اور مشورہ کریں۔ تبلیغی پروگرام ترتیب دیں۔ زید حامد کے فتنہ کے بارے میں لٹریچر بھجوا رہے ہیں۔ حضرت کے فرمان کے مطابق کراچی جماعت کے سیکرٹری سید انوار الحسن صاحب نے لٹریچر کوئٹہ میں بھیج دیا جس کا عنوان تھا کہ ”رہبر کے روپ میں رہزن“

عزیزی محمد عمیر کی اطلاع پر میں نے تفصیلات معلوم کرنے کے لئے کراچی دفتر ٹیلیفون کیا۔ وہاں کسی نے ریسور اٹھایا۔ میں نے مفتی سعید احمد جلالپوریؒ کے بارے میں استفسار کیا تو بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ ہسپتال میں ہیں۔ لیکن یہ جرأت نہیں ہورہی تھی کہ بتائیں کہ وہ شہید ہوگئے ہیں۔ دوبارہ پوچھنے پر بتایا کہ وہ شہید ہوچکے ہیں۔ یہ غمناک خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ دوسرے روز جمعۃ المبارک کو شہر کی تمام مساجد میں عظیم سانحہ پر علماء نے مذمت کی اور شہداء کے لئے دعا کی اور جمعہ نماز کے بعد احتجاجی ریلی اور احتجاجی جلسہ ہوا۔ مجلس کے ساتھیوں نے کراچی جاکر تعزیت کا پروگرام بنایا۔ مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، حاجی تاج محمد، حاجی سید گل محمد آغا اور عزیز قاری حمزہ ملوک کے ہمراہ تعزیت کے لئے کراچی گئے۔ وہاں جامع مسجد خاتم النبینﷺ میں شہداء ختم نبوت کی قبروں پر فاتحہ خوانی کی۔

مفتی سعید احمد جلالپوریؒ کے گھر جاکر تعزیت کی۔ عالم اسلام کے عظیم اسکالر مفتی سعید احمد جلالپوریؒ کو اللہ تعالیٰ نے اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا۔ انتہائی نرم گو تو اضع ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ انتہائی کم گو لیکن ملک بھر کے ختم نبوت کے کارکنوں سے دلی محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ ہر ایک کا نام لے کر پکارتے تھے۔ ان کے بڑے بھائی حضرت مولانا شبیر احمد جلالپوری نے تعزیتی ریفرنس میں بتایا کہ وہ قرضدار تھے۔ ان کے معتقدین ایک اشارے پر لاکھوں روپے دینے کو تیار تھے۔ ملک بھر کے دینی مدارس مالی اعانت کے لئے ان سے رابطہ کرتے۔ ہر مدرسہ کی ضرورت پوری کرتے۔ ان کی ایک چٹ پر مخیّر حضرات عطیہ اور چندہ دے دیتے جو ہزاروں روپے ہوتا۔

ان کو محسن المدارس کہا جائے تو مناسب ہوگا۔ وہ پھلدار شاخ کی طرح جھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے اللہ کے لئے تواضع اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بلند کر دیا۔ ایسی علمی شخصیت کے بارہ میں جامع گفتگو ارباب علم و دانش کا کام ہے۔ ناکارہ ان کی زندگی کے حالات پر احاطہ نہیں کر سکتا۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوریؒ کے ساتھ شہید ہونے والے عبدالرحمٰن سری لنکا کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے تمام زندگی پاکستان میں گزاری۔ پاکستان شہریت رکھتے تھے۔ ان کو حضرت مفتیؒ سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ انتہائی دیندار اور خاموش طبع تھے۔ انہوں نے آخری مرتبہ اپنی والدہ سے کہا کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو رونا نہیں۔ مجھے پاکستان میں دفن کرنے کی اجازت دے دینا۔ مجلس کے اکابر نے شہید عبدالرحمٰن کی اہلیہ سے رابطہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ آخری مرتبہ جب عبدالرحمٰن ملنے کے لئے آیا تو عجیب انداز میں اس نے اپنی شہادت کی بشارت سنائی۔ مجھ سے غلطیوں کی معافی مانگی اور کہا کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو مجھے پاکستان میں دفن ہونے کی اجازت دے دینا۔ ضعیف العمر صابرہ شاکرہ خاتون نے مجلس کے اکابر کو اجازت دیدی کہ وہ اس کو پاکستان میں دفن کر دیں۔

جامع مسجد خاتم النبیین کے عقب میں گوشہ شہدائے ختم نبوت کے نام سے موسوم قبرستان میں شہداء کی قبروں پر فاتحہ خوانی کی۔ جہاں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مفتی محمد جمیل خانؒ کی بھی مرقد ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم شہید فخر الزمانؒ کے گھر تعزیت کے لئے مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی کی قیادت میں روانہ ہوئے۔

ہمیں مولانا عبدالعزیز لاشاری نے بتایا کہ جامع مسجد خاتم النبیین سے دس بجے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری روانہ ہوئے۔ اگلی نشست پر ڈرائیور مولانا عبدالرحمٰن حضرت کے پندرہ سالہ صاحبزادے حافظ محمد حذیفہ، پچھلی نشست پر حضرت مفتی صاحبؒ اور مفتی فخر الزمانؒ سوار تھے۔ جب شقی القلب ملعون مجرموں نے فائرنگ کی تو مفتی فخر الزمان نے حافظ محمد حذیفہ کو بچانے کے لئے اپنے ہاتھ سے اس کے سر کو نیچے دھکیلا۔ اس کا اندازہ فخر الزمان کے ہاتھ اور بازوؤں میں لگنے والی گولیوں سے ہوا اور ساتھ ہی مفتی فخر الزمان نے حضرت مفتی سعید احمد جلال پوریؒ سے لپٹ کر ان کو بچانا چاہا۔ لیکن شہید ہو گئے۔ داعی اجل ہونے سے قبل انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا۔

ان کے گھر کی طرف جاتے ہوئے ہماری طبیعت میں اضمحلال تھا کہ حاجی امان اللہ کے نوجوان بیٹے اور حاجی نصر اللہ خان سے بھانجے کی تعزیت کس طرح کریں گے۔ اس کا اندازہ وہ لگا سکتے ہیں جو اس کٹھن مرحلے سے گزرے ہوں۔ اس جانکاہ حادثے پر ہماری آنکھیں اشکبار تھیں۔ لیکن جب ہم فخر الزمان کے گھر داخل ہوئے تو تمام گھرانے کو صبر و استقامت کا اعلیٰ نمونہ پایا جو ہم سب کے لئے بہترین مثال قائم کر رہے تھے۔ شہید کے والد، بوڑھی والدہ، جوان بیوہ، تمام بھائی صبر و وفا کے پیکر تھے۔ ہم نے صبر و وفا کا درس کتابوں میں پڑھا تھا۔ لیکن اس کا عملی نمونہ شہید فخر الزمان کے گھر پہنچ کر دیکھ لیا۔ سب سے اہم بات ان کی جواں سال اہلیہ کا ہے جس نے اس نازک لمحوں پر لبوں پر حرف شکایت نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت مولانا اللہ وسایا کا اس خاندان سے روحانی تعلق ہے۔ آنا جانا ہے۔ شہید کی اہلیہ نے

مولانا اللہ وسایا کو ٹیلی فون کیا کہ آپ نے مجھے فخر الزمان کے شہید ہونے پر مبارکباد نہیں دی۔ مجھے خوشی ہے کہ اس نے رحمت دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کی پاسبانی میں اپنی جان نچھاور کی۔

ہر ذی روح نے دنیا سے واپس جانا ہے۔ یہ نظام قدرت ہے کہ بعض انسان لمبی لمبی عمریں پاتے ہیں۔ جبکہ بعض کم عمری میں سینکڑوں برس کا کام دنوں میں کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں ایک نوجوان شخصیت مفتی فخر الزمان کی ہے۔ جو وہوا (ڈیرہ غازی خان) میں پیدا ہوا۔ زندگی کی 29 ویں برس میں اس دار فانی کو چھوڑ کر چلا گیا۔

فخر الزمان برصغیر کی آزادی کے سرخیل حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفیق حضرت مولانا احمد لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز مولانا مفتی بشیر احمد پسروری کے نواسہ تھے۔ ایک درویش صفت انسان حاجی امان اللہ خان کے صاحبزادے تھے۔ حاجی امان اللہ کے تمام صاحبزادے قرآن کے حافظ اور عالم ہیں۔ ان کے صاحبزادوں میں مولانا امداد اللہ‘ مولانا نعمت اللہ‘ مولانا مفتی رضوان‘ مفتی فخر الزمان شہیدؒ، مولانا مفتی محمد نعمان‘ مولانا حافظ ابوبکر اور حافظ معاویہ حسنین شامل ہیں۔

اس خاندان میں عشق رسول اور ختم نبوت سے والہانہ جذبہ الفت وابستہ تھا۔ اگر کسی سے ذاتی تعارف ہو تو اس شخصیت کے حالات زندگی پر قلم اٹھانا آسان ہے۔ لیکن جس کے زندگی کے بارے میں تعارف نہ ہو تو لکھنا دشوار ہوتا ہے۔ فخر الزمان کے والدین نے اس کا نام صحیح رکھا تھا۔ بلاشبہ اس پر زمانے کو فخر ہے۔

ایک قادیانی کا قبول اسلام

الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اندرون ملک و بیرون ملک پوری ملت اسلامیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلسل شب و روز تبلیغی جدوجہد میں سرگرم ہے۔ جس کے نتیجہ میں قادیانی مرزائیت کے کفر سے تائب ہو کر مرزا غلام قادیانی کذاب کے نجس اور منحوس دامن سے چھٹکارا حاصل کر کے امام الانبیاء خاتم النبیین محمد عربی ﷺ کے دامن اقدس واطہر سے وابستگی کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

اس ہی سلسلے میں قادیانیوں کے ساتھ تین سالہ کامیاب سماجی اور معاشی بائیکاٹ اور حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی دعا و توجہ کی برکت سے مشہور قادیانی آنجہانی مختیار کے خاندان کا ایک نوجوان بمعہ اہل و عیال کے اسلام قبول کرنے کے بعد بسلسلہ ملازمت وغیرہ بیرون ملک جا چکا ہے۔ ۲۵ ر مارچ ۲۰۱۰ء کو اس خاندان کے آخری نوجوان فیاض احمد نے مرزائیت پر تین حرف اور لعنت و پھٹکار کرتے ہوئے دین اسلام میں اپنی وابستگی کا اپنے علاقہ کی جامع مسجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے ذمہ دار افراد علماء کرام اور کثیر تعداد میں عوام الناس کی موجودگی میں قبولیت اسلام کا اعلان کر کے قادیانیت کے تابوت میں آخری ضرب لگائی۔

اس خوشی میں رفقاء آچینی پایان کی مرکزی جامع مسجد میں ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں مفتی محمد شہاب الدین صاحب پوپلزئی کی ہدایت پر مولانا سمیع اللہ جان فاروقی اور مجلس کے ناظم مولانا نور الحق نور نے چاچا عنایت کے ہمراہ شرکت کی۔

میرے مشفق ومہربان رہبر!

دین محمد فریدی

مارچ2010 کو مسلسل چار راتوں اور پانچ دن کے سفر سے تھکا ہارا گھر اپہنچا۔عشاء کی نماز کے بعد آرام کرنے کی غرض سے لیٹا۔رات سوا دس بجے موبائل کی گھنٹی سنائی دی۔نمبر دیکھا تو عزیزم مولوی محمد علی صدیقی کا تھا۔ ماتھا ٹھنکا کہ اس وقت بیٹے کا فون۔ جبکہ اسے علم تھا کہ والد کے آرام کا وقت ہے۔خدا خیر کرے۔آن کیا تو بجائے السلام علیکم کے انا للہ وانا الیہ راجعون !کے الفاظ سنائی دیئے اور خبر دی کہ میرے مشفق ومہربان رہبر حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کو ظالموں نے ہم سے چھین لیا ہے۔ وہ اپنے بیٹے حذیفہ اور دو وفا دار ساتھیوں سمیت شہادت کی معراج پر پہنچ گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر کتنا دکھ ہوا۔الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

میں نے سفر سے آکر حضرت جلال پوریؒ کے زید حامد کے بارے میں 10,9 اور 11 مارچ کے روزنامہ اسلام میں شائع ہونے والے مضامین پر سرسری نظر ڈالی اور سوچا کہ صبح آرام سے مطالعہ کروں گا۔ جب مولوی محمد علی کا فون آیا تو میں نے بے ساختہ کہا کہ قاتل زید حامد اور اس کا گروہ ہے۔ بعد میں الحمد للہ میری جماعت کے مرکزی قائدین نے نامزد ایف آئی آر بھی زید حامد اور اس کے گروہ کے خلاف درج کروائی۔ میری جماعت جو کہ انتہائی پر امن ہے۔شور اور نعروں کی سیاست سے دور رہ کر اکابر کے مشورہ اور شورائی نظام کے تحت جو فیصلے کرتی ہے الحمد للہ کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ یوسف کذاب کے خاص الخاص چیلے زید زمان المعروف زید حامد نے ٹی وی اینکر بن کر جس طرح عوام میں مقبول بننے کا چکر چلایا۔مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ نے اس کے مکروہ چہرے سے نقاب اتار دیا۔ ہمارے بہت سارے احباب اس کے چکر میں آگئے۔

خاص کر مولانا فضل الرحمٰن ایم این اے چیرمین کشمیر کمیٹی نے 12 مارچ2010ء کو جب جامعہ دار الہدیٰ بھکر میں، میں نے مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ کی روزنامہ اسلام کی تینوں قسطیں پیش کیں تو مولانا عبد اللہ اور دوسرے احباب کی موجودگی میں انہوں نے انکشاف کیا کہ زید حامد کے ٹی وی پروگرام دیکھ کر میرے دل میں اس کے لئے نرم گوشہ پیدا ہوگیا۔ پھر میری اس سے دو ملاقاتیں ہوئیں۔ ملاقاتوں میں تاثر اچھا نہیں پایا۔مولانا سعید احمد جلالپوریؒ سے ملاقات میں میری تسلی ہوئی کہ دوسرے اسلام کے خلاف فتنوں کی طرح زید حامد بھی اسلام کے خلاف ایک فتنہ ہے۔ جب مولانا فضل الرحمٰن جیسا زیرک آدمی کچھ وقت کے لیے اس سے متاثر ہوسکتا ہے تو عام ٹی وی ناظرین پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ جبکہ آج کی تیز رفتار دنیا میں مسلمان کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اور اپنے تزکیہ نفس کی خاطر چند منٹ کا وقت نہیں نکال سکتا۔ جو کہ ٹی وی کے سامنے گھنٹوں بیٹھا رہتا ہے۔کیبل پر دین کے بارے میں اناپ شناپ سن کر اپنے ذہن سے اسلام کو سمجھنے کے لیے ایک خاکہ بنالیتا ہے۔ حالانکہ کیبل پر زیادہ تر افراد ایسے افراد آتے ہیں جو کہ صہیونیوں اور عیسائی حکمرانوں کے ہاتھ اپنا ایمان فروخت کر چکے ہوتے ہیں۔ احباب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ امریکا پاکستانی میڈیا پر ایک ارب چالیس کروڑ ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ جو کہ پاکستان کا

سوا دو کھرب روپیہ بنتا ہے۔ یہ سب اسلام کی بیخ کنی کے لیے ہو رہا ہے۔

ان حالات میں اسلام کے شیدائی اور محب وطن علماء میدان میں ہیں جو کہ ان فتنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ آج کے دور میں مولانا سعید احمد جلالپوریؒ ان فتنوں کے مقابلے میں سر فہرست تھے اور الحمد للہ اس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ ہر طبقہ خیال کے علماء ان کی تحقیق پر اعتماد کرتے تھے۔ مولانا جلالپوریؒ نے اس دور میں فتنہ قادیانیت، فتنہ گوہر شاہی، فتنہ یوسف کذاب، فتنہ روشن خیالی اور آج کے فتنہ زید حامد کے خلاف قوم کی صحیح راہنمائی کی۔ صہیونیت فتنہ کے بارے میں ان کی تحریروں نے مسلمانوں کو چونکا دیا۔ ان حالات میں باطل طاقتیں ایسے رہبر کو کیسے برداشت کر سکتی تھیں۔ عین اس وقت جب فتنہ زید حامد پر کام ہو رہا تھا اور روزنامہ اسلام میں ان کی آخری قسط پاکستان میں پڑھی جا رہی تھی۔ باطل نے اپنا حربہ استعمال کیا اور امت مسلمہ سے اس عظیم سرمایہ کو چھین لیا۔

2003ء کو ادائیگی فریضہ حج کے لیے ختم نبوت حج گروپ کے ساتھ میری کراچی سے روانگی ہوئی۔ دفتر ختم نبوت کراچی میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حرمین شریفین پہنچے میری خوش قسمتی تھی کہ ہمیں اس پورشن پر جگہ ملی جس کے ایک حصہ میں حضرت شہیدؒ، مولانا سرفراز احمد صفدرؒ اور منتظمین ختم نبوت حج گروپ کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ بندہ رات اڑھائی تین بجے ساتھیوں سے پہلے اٹھتا۔ نہا کر حرم شریف چلا جاتا۔ صبح سات بجے کے بعد واپس آتا تو نیچے تہ خانے میں ناشتہ تیار ہوتا۔ منتظمین سے پوچھتا کہ میرے پورشن کا ناشتہ پہنچ گیا۔ اگر نہیں تو اپنے اٹھارہ ساتھیوں کا ناشتہ لے کر آتا۔ سب کو اٹھاتا اور ناشتہ کراتا۔ پھر آرام کرتا۔ 9 بجے کے بعد کبھی مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور حضرت شہیدؒ کا بیان ہوتا۔ اس کے بعد بندہ ان بزرگوں کی خدمت میں حاضری دیتا۔ زیارت کرتا۔ حضرت شہید بڑی شفقت کرتے۔ مجھے خیال بھی نہیں تھا کہ حضرت شہید نے مجھے پہچانا نہیں۔ مگر ظاہر نہیں ہونے دیا نہ میں نے بتایا کہ میں تو ان کی شفقتوں اور ان کے وسیع دستر خوان سے خوب استفادہ کرتا ہوں۔ مدینہ منورہ میں ہر چار افراد کے لیے کمرہ تھا۔ میں مسجد نبوی سے درود و سلام کے بعد واپس آتا تو کچھ دیر آرام کر کے حضرت شہیدؒ کے کمرے میں چلا جاتا۔ حضرت شہید بڑی شفقت فرماتے۔ پھل مٹھائی سے تواضع کرتے اور حضرت کی یہ شفقت سب کے لیے ہوتی۔ حج میں پانچ دن باقی تھے۔ شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی جمیل احمدؒ تشریف لائے۔ میں نیچے سے ساتھیوں کا ناشتہ لا رہا تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ بھی نیچے تشریف لا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ فریدی صاحب یہ کیا۔ میں نے کہا حضرت ساتھیوں کا ناشتہ۔ حضرت مفتی صاحبؒ فوراً واپس پلٹے اور جا کر ہمارے گروپ امیر کو سوتے اٹھایا اور کہنے لگے۔ رانا صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں۔ ان سے خدمت لے رہے ہیں۔ پتہ بھی ہے کہ یہ کون ہیں۔ گروپ امیر کہنے لگا۔ ہمارے گروپ کے ساتھی ہیں۔ روزانہ ناشتہ یہ لاتے ہیں۔ میں نے مفتی صاحب کی منت کی کہ حضرت رہنے دیں۔ میں خدمت سے محروم ہو جاؤں گا۔ آگے نہ بتائیں۔ حضرت شہید بھی تشریف لے آئے کہ کیا بات ہے۔ مفتی صاحبؒ ذرا سخت لہجے سے کہنے لگے۔ ارے یہ دین محمد فریدی ہے۔ جمال عبدالناصر اور مولوی محمد علی کا والد۔ امیر صاحب فوراً کھڑے ہوئے کہ آج تک ساتھ رہتے ہوئے نہ ہم نے نام پوچھا نہ انہوں نے بتایا۔ میں تو ان کا مداح ہوں۔ ان کے کالم میرے پسندیدہ ہیں۔ ادھر میری نگاہ حضرت شہیدؒ کی طرف اٹھی۔ ان کی آنکھوں میں بھی شکوہ تھا کہ روز ساتھ ہو اور نام تک نہیں بتایا۔ شکل سے میں نہیں جانتا تھا۔ اچھا اپنے آپ کو چھپایا پھر تو

میں خدمت سے محروم کردیا گیا۔ خادم سے مخدوم بنادیا گیا۔ حضرت شہید کی شفقتیں اور بڑھ گئیں۔ منیٰ عرفات میں خوب خاطر تواضع ہوتی رہی۔ واپسی میں دو دن باقی تھے کہ میں عمارت سے نکل کر حرم جارہا تھا اور حضرت شہید داخل ہورہے تھے۔ مصافحہ کیا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا اور سو ریال بندہ کو تھما دیے۔ اب میں سوچ رہا تھا کہ کیا کروں۔ آخر سامنے فٹ پاتھ پر نگاہ پڑی۔ وہاں سامان فروخت کرنے والے کو دیکھا تو میں نے سوچا کہ سات بیٹیاں اور تین بہو ہیں۔ ان کے لیے عربی چنے لے لوں۔ قیمت پوچھی تو اس نے دس ریال فی کس کہی۔ میں نے دس چنے نکال کر علیحدہ کیئے اور اس کو کہا کہ ان کے اسی ریال لے لو۔ وہ مان گیا۔ آج میں نے بیٹیوں اور بہوؤں سے پوچھا کہ کیا حضرت شہید کے ریالوں کی نشانی ان کے پاس ہے تو انہوں نے کہا کہ جی۔

میرا بیٹا جمال عبدالناصر جو کہ دفتر ختم نبوت ملتان ہوتا ہے۔ شدید بیمار ہوگیا۔ بے ہوشی کی حالت میں ہسپتال داخل کرایا۔ میں ملتان گیا۔ بیماری ایسی پیچیدہ تھی کہ میں لرز اٹھا۔ تین دن میں تیس ہزار روپیہ خرچ ہوگیا۔ میں مالی طور پر تہی دامن خدا کے سپرد کرکے دعا کر آیا کہ یا اللہ! میں غریب اتنا مہنگا علاج کیسے کراؤں۔ میرے آنے کے تیسرے دن جمال عبدالناصر کا فون موبائل پر آیا تو آواز چہکتی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا کہ بھائی کیسے ہو۔ کہنے لگا کی ایئرکنڈیشن بوگی میں بیوی سمیت کراچی جارہا ہوں علاج کے لیے۔ حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ نے بلایا ہے کہ کراچی آجاؤ۔ خود علاج کراؤں گا۔ مجھے فون کرکے کہا کہ فریدی! ناصر میرا بھی بیٹا ہے۔ فکر نہ کریں۔ مجھے نہیں معلوم کہ کیا خرچ ہوا۔ حضرت شہید کی شفقت آج بھی یاد کرتا ہوں۔

30 جولائی 2009 کو پہلاں ضلع میانوالی میں ظالموں نے ڈاکہ کے لیے دن دیہاڑے میری بیٹی اور دو نواسوں کو بے دردی سے شہید کر دیا۔ ڈاکہ ڈالنے والی چار لڑکیاں اور ان کا بھائی پڑوسی تھے۔ ایک تہلکہ مچ گیا۔ حضرت شہید کو اسی دن علم ہوا۔ پنجاب کے دورے پر تھے۔ مفتی خالد کے ساتھ فوراً پہلاں تعزیت کے لیے تشریف لائے۔ بھرپور تسلی دی اور ہفت روزہ ختم نبوت اور بینات میں زوردار اداریوں میں احتجاج کیا۔ ملک بھر سے علماء ساتھی بزرگ متوجہ ہوئے۔ دعاؤں کا سلسلہ شروع ہوا۔ سترہ دن بعد اصل قاتل پکڑے گئے۔ ڈاکہ کا سامان بھی برآمد ہوگیا۔ کیس دہشت گردی کی عدالت سرگودھا میں لگا۔ انشاء اللہ! بزرگوں کی دعا سے حضرت شہید کی کوششوں سے ظالم کیفر کردار تک پہنچ جائیں گے۔

ہمارے ہاں دیہاتوں میں فتنہ گوہر شاہی پھوٹ پڑا۔ حضرت شہید کو فون پر آگاہ کیا۔ حضرت نے فتنہ گوہر شاہی پر پچیس کتابیں فوراً روانہ کردیں۔ وہ میں نے انتظامیہ کے اہم ذمہ داروں تک پہنچادیں۔ اس کا یہ فائدہ ہوا کہ ڈی پی او بھکر سید پرویز قندھاری خود حرکت میں آیا۔ میں تو اپنے پہلاں کے کیس میں الجھا ہوا تھا۔ یہاں گوہر شاہی کے چیلے ڈی پی او کی حرکت سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے تھے۔ حضرت شہید وقتاً فوقتاً کارگزاری سے آگاہ ہوتے رہتے تھے۔

اب سوچتا ہوں کہ اتنا شفیق اتنا مہربان مجھ ناکارہ کو کہاں سے ملے گا جو میری معمولی کارگزاری کو بڑا کرکے داد دے گا۔ ہماری دعا ہے کہ حضرت شہید ان کے بیٹے اور ساتھیوں کے خون کو اللہ تعالیٰ قبول کرلیں اور ہمارے ملک سے یہ قتل و غارت گری ختم کردے اور ان ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچادے۔ آمین!

جناب خواجہ محمد زاہدؒ کی شہادت!

مولانا اللہ وسایا

لیجئے! ڈیرہ اسماعیل خان کی ہر دل عزیز مذہبی وسیاسی شخصیت جناب خواجہ محمد زاہد صاحب بھی ۲۲؍مارچ ۲۰۱۰ء رات دس بجے ایک بم دھاکہ میں شہادت سے سرفراز ہوگئے۔

جناب خواجہ محمد زاہد ڈیرہ اسماعیل خان کی معروف مذہبی وسیاسی شخصیت تھے۔ ساری زندگی جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے خدمت دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ جمعیت علمائے اسلام پر دل وجان سے فداء تھے۔ آپ بنیادی طور پر بہت مضبوط رائے رکھنے والے شخص تھے۔ آپ کو کام کرنے کا سلیقہ آتا تھا۔ جس کام کو ہاتھ ڈالتے پایۂ تکمیل تک پہنچائے بغیر دم نہ لیتے تھے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کے معتمد خصوصی تھے۔ آپ کی صلاحیتوں کے عروج کا زمانہ الیکشن کا زمانہ ہوتا تھا۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جمعیت کے دفتر میں براجمان ہوجاتے تھے اور الیکشن آفس کا پورا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیتے تھے۔ الیکشن کا پورا پریڈ اس خوبصورت کے ساتھ مصروفیت سے گزرتا کہ کہیں سے شکایت نہ آتی۔ اشتہار، ہینڈبل، سٹیکرز، بینرز، مقررین، جلسے، میٹنگس، جلوس، جوڑتوڑ، میل ملاقات، ناراض دوستوں کو راضی کرنا، راضی دوستوں کو دن رات کام پہ لگائے رکھنا۔ غرض خود الیکشن لڑتے نہیں تھے۔ لیکن الیکشن لڑانے کا انہیں ڈھنگ آتا ہے۔ ڈیرہ کی سیٹوں پر جمعیت علمائے اسلام کی کامیابی میں جناب خواجہ محمد زاہد کا بھی بہت بڑا حصہ تھا۔ آپ کی انہیں خدمات کے صلہ میں آپ مرکز کے خازن بھی رہے۔ ایک بار مرکزی ناظم انتخابات بھی مقرر ہوئے۔

آپ نے جمعیت کو پروان چڑھانے کے لئے برطانیہ کے کئی سفر کئے۔ جمعیت کے مرکزی دفتر کی تعمیر کی دھن میں مگن بھی رہے۔ لیکن ہر کام کے لئے قدرت نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ آپ کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بہت مہربان تھے۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو چناب نگر کی کانفرنس میں لانے کے لئے آپ رابطہ کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ ملتان وچناب نگر کی ختم نبوت کانفرنسوں میں شمولیت آپ کے بلاناغہ کے معمولات میں شامل تھیں۔ چناب نگر پہلے دن پہلے اجلاس میں تشریف لاتے اور کانفرنس کے اختتام پر تشریف لے جاتے۔ منتظم مزاج تھے۔ کانفرنس کے جملہ امور پر نظر رکھتے تھے اور رہنمائی بھی فرماتے تھے۔

دراز قامت، سرخ وسفید چہرہ، خوبصورت دراز اور گھنی داڑھی، کندھے اور سر پر مفتی رومال۔ یہ ان کی پہچان تھی۔ ۲۲؍مارچ کو ڈیرہ اسماعیل خان جمعیت علمائے اسلام کے الیکشن آفس میں تشریف رکھتے تھے۔ بم دھماکہ میں جاں بحق ہوگئے۔ آپ کے ساتھ دوسرے مخلص ساتھی جمعیت کے ممتاز رہنما جناب شیخ محمد ایاز بھی جاں بحق ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہر دو حضرات کی قبور کو بقعۂ نور بنائے۔ آمین!

خطبہ صدارت ...... ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ!

۴/اپریل ۲۰۱۰ء بمقام واپڈا گراؤنڈ زیراہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

منجانب مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب صدر ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم•نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم • اما بعد!

حضرات مہمانان ذی وقار، علماء کرام، مشائخ عظام، مختلف دینی جماعتوں اور مسالک کے نمائندگان محترم، آج مورخہ ۴/اپریل ۲۰۱۰ء کو ہم پاکستان کے مردم خیز خطہ کے ایک اہم اور تاریخی شہر سیالکوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کے حوالہ سے جمع ہیں۔

حضرات گرامی! یہ شہر سیالکوٹ وہ تاریخی شہر ہے جہاں حضرت مجدد الف ثانیؒ حصول تعلیم کے لئے تشریف لائے۔ یہ وہ شہر ہے جس کے باسی حاجی محمد افضل سیالکوٹیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے استاذ تھے۔ یہ شہر سیالکوٹ وہ تاریخی شہر ہے جسے علامہ کمال الدینؒ، علامہ حضرت عبدالحکیم سیالکوٹی مرحوم اور مؤسس پاکستان علامہ اقبال مرحوم ایسے شہرہ آفاق شخصیات کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرات گرامی! جہاں پھول ہوتے ہیں وہاں کانٹے بھی۔ اس حوالہ سے بھی دیکھا جائے تو سیالکوٹ وہ شہر ہے جہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی حکومت میں سرکاری ملازمت اختیار کی۔ اس شہر کی کچہری میں ڈپٹی کمشنر پارکنسن کے دفتر میں اہلمد کے طور پر مرزا قادیانی سالہا سال انگریز کی ملازمت کرتا رہا۔ یہ وہی شہر ہے جہاں مرزا قادیانی نے مختاری کا امتحان دیا اور خیر سے اس میں فیل ہوگیا۔ ملازمت کو خیرباد کہہ کر مرزا قادیانی قادیان کو سدھارا۔ وہاں اس نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا۔ تب پورے ہندوستان کی طرح سیالکوٹ میں بھی مرزا قادیانی کا تعاقب کیا گیا۔ اس کی تردید میں جن مقدس شخصیات نے مرکزی کردار ادا کیا۔ ان میں اس ضلع کی ایک روحانی شخصیت پیر طریقت مولانا پیر جماعت علی شاہؒ تھے۔ جنہوں نے اس خطہ میں مرزا قادیانی کے ناک میں دم کئے رکھا۔ حتیٰ کہ ملعون قادیان مرزا قادیانی مئی ۱۹۰۸ء میں لاہور آیا۔ جہاں اسے ہیضہ کی بیماری نے آن دبوچا۔ اس موقعہ پر لاہور کے درودیوار کو جو شخصیت عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور مرزا قادیانی کے مقابلہ کے لئے صف آرا کررہی تھی وہ شخصیت سیال کوٹ ضلع کے مولانا پیر جماعت علی شاہؒ تھے۔

حضرات گرامی اس ضلع کی ایک درویش منش شخصیت جنہیں دنیا مناظر اسلام مولانا حافظ محمد شفیع سنکھترویؒ کے نام سے جانتی وپہچانتی ہے۔ انہوں نے تقسیم سے قبل سیالکوٹ، جموں کشمیر میں جس تندہی وجاں سپاری کے ساتھ شہر شہر، قریہ قریہ، قادیانیت کا تعاقب کیا۔ وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

حضرات گرامی! یہ شہر سیالکوٹ وہ شہر ہے جہاں کی معروف شخصیت حضرت مولانا میر ابراہیم سیالکوٹیؒ نے مرزا قادیانی کے خلاف منبر ومحراب، جلسہ ومناظرہ، تحریر وتقریر کے ذریعہ معرکۂ حق قائم کئے رکھا۔ یہ وہ شہر ہے جہاں

غلام محمد شاہ صاحب نے مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کو آڑے ہاتھوں لیا تو ۳۰ رنومبر ۱۹۳۶ء کو انہیں سزایاب کیا گیا۔

حضرات سامعین گرامی! بھارتی پنجاب کا ضلع گورداسپور جس میں قادیان واقع ہے وہ اور سیالکوٹ کی حدود آپس میں ملتی ہیں۔ شکرگڑھ کی تحصیل پاکستان بننے سے قبل گورداسپور کی تحصیل تھی۔ جب پاکستان بنا تو اس وقت ضلع سیالکوٹ کا ڈپٹی کمشنر مرزا قادیانی ملعون کا پوتا ایم ایم احمد قادیانی تھا۔ قادیانی قادیان سے نکلے، حدود پار کیں تو انہیں ضلع سیالکوٹ میں آباد کر دیا گیا۔ تب سے اب تک ضلع سیالکوٹ کے اکثر وبیشتر دیہاتوں میں قادیانیت کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ میں قادیانیت کے اثر ورسوخ کو بام عروج تک پہنچانے کے لئے ظفر اللہ قادیانی کا بھائی ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے پاکستان کے پہلے الیکشن میں کھڑا ہوا۔ تب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا صاحبزادہ فیض الحسن سجادہ نشین آلومہار شریفؒ نے پورے علاقہ کو عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے شعلہ جوالا بنادیا۔ قادیانی شاطر قیادت مرزا محمود سے لے کر ظفر اللہ قادیانی تک سبھی اس ضلع سیالکوٹ میں شکست سے دوچار ہوئے۔

حضرات گرامی! ایک دور تھا کہ احرار کی چھاؤنی ہونے کا سیالکوٹ کو فخر حاصل تھا۔ پیر سید بشیر احمد گیلانیؒ، جناب حافظ محمد صادقؒ، جناب سالار بشیر احمدؒ ایسے حضرات نے اپنے اپنے عہد میں قادیانی فتنہ کو ناکوں چنے چبوائے۔ مولانا محمد علی کاندھلویؒ، مولانا کرامت علی شاہؒ، مولانا بشیر احمد پسروریؒ، مولانا علامہ منظور احمدؒ، مولانا محمد یعقوبؒ، مولانا فضل حقؒ اوران جیسے دیگر اساطین علم وفضل نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانیت کے خلاف سیالکوٹ کے درودیوار کو سراپا تحریک بنادیا تھا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت مولانا محمد فیروز خانؒ، مولانا انذر قاسمیؒ، مولانا نعیم آسیؒ اوران جیسے بیسیوں علماء کرام نے ختم نبوت کی جدوجہد میں سیالکوٹ کی شاندار تاریخ رقم کی۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں سیالکوٹ کی جامع مسجد ڈونگا باغ کے خطیب حضرت مولانا مفتی مختار احمد نعیمیؒ نے آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل ہونے کے ناطے پورے ملک میں سیالکوٹ کی عظمتوں کے جھنڈے بلند کئے۔

حضرات محترم! مجھے اعتراف ہے کہ بہت سارے حضرات کے نام ذکر کرنے سے رہ گئے ہوں گے۔ اس پر میں معذرت چاہتا ہوں۔ تنگی وقت کے پیش نظر پوری تاریخ کو یہاں دہرانا ویسے بھی ممکن نہیں۔ تاہم اس وقت جو مجھے آپ سے عرض کرنا ہے وہ یہ کہ، ضرورت ہے اس امر کی کہ، قادیانیت کے کفریہ نظریات کو ایک نئے ولولے کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو کسی غلطی کی وجہ سے دھوکہ کا شکار ہوکر قادیانی ہوئے۔ انہیں اسلام کی طرف واپس لایا جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ علماء کرام مہینہ میں کم ازکم ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کریں۔ عوام مسلمان قادیانیت سے خود بچیں اور دوسرے مسلمانوں کو بچائیں۔ یاد رکھیں کہ قادیانیت کسی مذہب وعقیدہ کا نام نہیں۔ ایک دھوکہ، ایک فراڈ، امت مسلمہ کے خلاف ایک غیر ملکی سازش اور آقائے نامدار ﷺ کی بغاوت کا نام قادیانیت ہے۔ ان سے بچنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اسی فرض کی ادائیگی کے لئے آج یہاں ہم سب جمع ہیں۔ جن جن حضرات نے اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے جدوجہد کی، وہ ہم سب کے شکریہ

کے مستحق ہیں۔ علماء، مشائخ، انتظامیہ سب کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے امیر جناب سید شبیر احمد گیلانی اور آپ کے گرامی قدر رفقاء، ختم نبوت یوتھ فورس، سیالکوٹ، گوجرانوالہ کی پوری دینی قیادت تمام جماعتیں اوران کے ذمہ داران بالخصوص حضرات علماء کرام و دینی مدارس کے ذمہ داران جنہوں نے بے جگری کے ساتھ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے شب وروز ایک کیا۔ وہ ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

حضرات گرامی! ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہونا انتہائی مقبول عمل ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنی بھرپور توجہ سے اس کی پوری کاروائی کو سماعت فرما کر اس کے مقتضیات پر عمل پیرا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین ۰ بحرمة النبی الکریم!

ختم نبوت کانفرنس پشاور!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۸ مارچ ۲۰۱۰ء بروز اتوار ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ کو جامع مسجد مدنی ادارہ تعلیم القرآن پنجہ غلام میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ قاری محمد عاصم سمیع نے شب وروز محنت کر کے اپنے دیگر نوجوان ساتھیوں کے ہمراہ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی انتھک کوشش کی۔

خطیب العصر علامہ سید عبدالمجید ندیم صاحب مدظلہ سے وقت لیا گیا اور پھر ایک خوبصورت اشتہار سے شہر پشاور کو مزین کیا گیا۔ بعد از نماز عصر کانفرنس کی کاروائی شروع ہوئی جو تقریباً رات دس بجے تک جاری رہی۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی دامت برکاتہم فرمارہے تھے۔ کانفرنس کا آغاز قاری زبیر کی تلاوت سے ہوا۔ اور نعتیہ کلام پیش کیا گیا۔ مقامی مبلغ مولانا عابد کمال کے خطاب کے بعد حضرت پوپلزئی دامت برکاتہم نے صدارتی خطبہ پیش کیا۔ قرآن وسنت کے آفاقی دلائل سے عقیدہ ختم نبوت کی اساسی اہمیت بیان فرمائی اور عوام الناس کی توجہ تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے کام کی طرف دلائی اور فرمایا کہ یہ کانفرنس تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے ملک بھر میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنسوں کے سلسلے کی کڑی ہے اور فرمایا کہ یہ کانفرنس ماہ اپریل میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ اور نومئی کو ہونے والی ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد کے لئے سنگ میل ثابت ہوگی۔ نماز مغرب کے بعد مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک خطاب فرمایا۔ کانفرنس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ مسجد اور مدرسہ اپنی وسعتوں کے باوجود تنگی کا منظر پیش کر رہا تھا۔ لوگوں کے جذبات دیدنی تھے۔ علاقائی کانفرنس ہونے کے باوجود کانفرنس صوبے کا نمائندہ اجتماع نظر آرہی تھی۔ حضرت علامہ سید عبدالمجید ندیم کے خطاب کے دوران اور پھر دعا کے موقع پر لوگوں نے رورو کر اپنی عاجزی کا اظہار کیا۔ کانفرنس میں ٹاؤن ٹو کے ناظمین، نائب ناظمین کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام نے بھی شرکت فرمائی۔ قاری صبغت اللہ مدنی، قاری سعید اختر، مولانا عبدالکریم، مولانا بصیر خان، مولانا جہانزیب زاہد، قاری محمد فہیم، عبدالناصر، عاشق ساجد، عبدالباسط، محمد موسیٰ، محمد ظہر احمد اور ارشد جاوید صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ بالآخر یہ اجتماع بخیر وعافیت دعا کے بعد اختتام پذیر ہوا۔

اسلام اور قادیانیت ...... ایک تقابلی جائزہ!

قسط نمبر:۴

مولانا غلام رسول دین پوری

اسلامی عقیدہ (۱۷) حیات عیسیٰ علیہ السلام

اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو یہود کے ناپاک ہاتھوں سے محفوظ وصحیح سالم بچا کر زندہ آسمانوں پر اٹھالیا اور اب تک وہاں زندہ ہیں۔ قیامت کے قریب زمین پر دوبارہ تشریف لائیں گے۔ دجال اکبر کو قتل کریں گے اور نکاح کریں گے۔ پھر انتقال فرمائیں گے اور حضور ﷺ کے روضۂ اطہر میں دفن ہوں گے۔

آیت نمبر:۱...... ”وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا۰ بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما (نساء:۱۵۷،۱۵۸)“ ﴿(ہم نے یہود پر لعنت کی) بوجہ ان کے اس قول کے کہ ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا۔ حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ سولی پر لٹکایا۔ لیکن ان کو اشتباہ میں ڈال دیا گیا اور جو اس معاملہ میں اختلاف رکھتے ہیں وہ خود شک میں ہیں۔ ان کو اس کا کچھ علم نہیں۔ لیکن اٹکل کرتے ہیں اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔﴾

فائدہ: آیت مبارکہ میں یہود ونصاریٰ اور قادیانیت کی تردید ہے۔ یہود کا نظریہ یہ ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ نصاریٰ کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی۔ پھر تین دن بعد زندہ کر کے آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ قادیانیوں کا نظریہ (جیسا کہ آگے آپ ملاحظہ فرمائیں گے) یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں۔ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے ان سب کا رد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ سولی دیئے گئے۔ بلکہ میں نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ مذکورہ نظریات کے مالک سب غلطی پر ہیں۔ انکو کچھ علم نہیں۔ محض ان کے تخمینے اور اٹکل کی باتیں ہیں۔

آیت نمبر:۲...... ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا (نساء:۱۵۹)“ ﴿کوئی اہل کتاب نہیں مگر البتہ ضرور ایمان لائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔﴾

فائدہ: اس آیت مبارکہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔ ان کی وفات نہیں ہوئی۔ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے۔ اس وقت انہیں دیکھ کر تمام جھٹلانے والے فرق باطلہ مان جائیں گے۔

آیت نمبر:۳…… ’’وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون ہذا صراط مستقیم (زخرف:٦١)‘‘ ﴿اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً قیامت کی علامت ہیں۔ آپ اس کے متعلق شک میں نہ پڑیں۔ میری پیروی کیجئے! یہی سیدھا راستہ ہے۔﴾

فائدہ: اس آیت سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ان بڑی علامات میں سے ہیں جن کا ظہور ابھی نہیں ہوا۔ قرب قیامت میں ان کا وقوع ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی قرب قیامت میں ہوگا۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ حیات ونزول عیسیٰ ابن مریم کا عقیدہ رکھنا اور اس پر قائم رہنا ہی صراط مستقیم ہے۔ جیسا کہ آیت مبارکہ میں صراط مستقیم کی تصریح بتلا رہی ہے۔ معلوم ہوا یہودی اور قادیانی صراط مستقیم سے منحرف اور ہٹے ہوئے ہیں۔

حدیث نمبر:۱…… ’’عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء (کنزالعمال ج ١٤ ص ٦١٩)‘‘ ﴿حضرت ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا بھائی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اترے گا۔﴾

حدیث نمبر:۲…… ’’عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء وامامکم منکم (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی ص ٤٢٤)‘‘ ﴿حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس وقت تمہارا (خوشی کا) کیا حال ہوگا۔ جب تمہارے اندر مریم علیہا السلام کے بیٹے آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔﴾

فائدہ: پہلی حدیث میں ینزل اور دوسری حدیث میں نزل کے الفاظ ہیں۔ یہ دونوں رفع (جو آیت ’’بل رفعہ اللہ الیہ‘‘ میں) کے مقابلہ میں ہیں۔ رفع سے مراد جسمانی رفع ہے تو اس کے مقابلہ میں نزول سے مراد بھی جسمانی نزول ہے، پیدا ہونا مراد نہیں۔ جیسا کہ قادیانی نزول کا معنی پیدا ہونا کرتے ہیں۔ لہٰذا مرزائی ترجمہ ’’کہ تم میں پیدا ہوں گے‘‘ غلط ہے اور خودغرضی پر مبنی ہے۔

نیز دونوں حدیثوں میں ’’من السماء‘‘ کا لفظ موجود ہے۔ یہ بھی بتلا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔ گویا فوت نہیں ہوئے۔ ابھی زندہ آسمانوں پر تشریف فرما ہیں۔ قادیانی دھوکہ دیتے ہیں کہ آسمان سے نزول کا ذکر کہیں بھی نہیں۔ آپ مذکورہ دونوں حدیثوں کو اور ان کے الفاظ مبارکہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں:

’’زمین پر اتریں گے چالیس، پینتالیس برس زندہ رہ کر وفات پائیں گے۔ مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے روضۂ اطہر میں آپ ﷺ کے پاس دفن ہوں گے۔‘‘

حدیث نمبر:۳…… ’’عن عبداللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الیٰ الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمساو اربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری ۰ فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمرؓ (مشکوٰۃ ص ٤٨٠، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)‘‘ ﴿حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عیسیٰ بیٹا مریم (علیہ السلام) کا زمین پر اترے گا۔ پس نکاح کرے گا اس کے اولاد ہوگی۔ پینتالیس برس رہیں گے۔ پھر

وفات پائیں گے۔ میرے روضۂ اطہر میں میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ایک ہی روضۂ اطہر سے ابوبکر وعمرؓ کے بیچ میں اٹھیں گے۔﴾

یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔ دوبارہ خود تشریف لائیں گے۔ کیونکہ روضہ اطہر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔

حدیث نمبر:۴...... ’’عن الحسنؒ قال قال رسول اللہ ﷺ لليهود ان عيسىٰ عليه السلام لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة (تفسير ابن كثير بسند صحيح ۲ ص ۴۰)‘‘ ﴿حضرت حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے فرمایا۔ عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمانے کے بعد حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔

حدیث نمبر:۵...... ’’عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بيده ليهلن ابن مريم بفج الروحاء حاجاً او معتمرًا اويثنيهما (مسلم كتاب الحج ج ۱ ص ۴۰۸)‘‘ ﴿حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مریم علیہا السلام کے بیٹا ’’فج الروحا‘‘ سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔﴾

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث مبارکہ (حدیث نمبر۳،۴،۵) سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

حدیث نمبر۳ سے: (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے۔ (۲) شادی کریں گے۔ (۳) اولاد ہوگی۔ (۴) ۴۵برس کا عرصہ بعد از نزول زندہ رہیں گے۔ (۵) پھر وفات ہوگی۔ (۶) آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے روضہ اطہر میں دفن ہوں گے۔ (۷) بروز قیامت آپؐ کے ساتھ اٹھیں گے۔

حدیث نمبر۴ سے معلوم ہوا کہ: (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی فوت نہیں ہوئے۔ (۲) قیامت سے قبل نازل ہوں گے۔

حدیث نمبر۵ سے: مقام ’’فج روحاء‘‘ سے حج یا عمرہ یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھ کر حج کے لئے تشریف لے جائیں گے۔

تنبیہ: کیا مذکورہ بالا علامات مرزا قادیانی ملعون میں پائی جاتی ہیں؟ بالخصوص آنحضرت ﷺ کے ساتھ روضۂ اطہر میں دفن ہونے اور حج یا عمرہ کرنے کی اگر نہیں تو آیئے! آج ہی مرزا قادیانی ملعون پر لعنت بھیج کر تائب ہوجایئے۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے منکر کا شرعی حکم

چونکہ قرآن کریم کی کئی آیات مبارکہ، احادیث متواترہ اور اجماع صحابہ واجماع امت سے حیات ونزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ثابت ہے۔ جس کا منکر کافر اور قطعی کافر ہے۔ حوالہ جات اور تفصیل کے لئے علماء کرام کی طرف رجوع فرمائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر مبارک

(کنز العمال ج۱۱ص ۴۷۹) پر ایک حدیث ہے۔جس کا مفہوم یہ ہے کہ بعد کے نبی کا زمانہ بعثت پہلے نبی کے زمانہ بعثت سے نصف ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بعثت ایک سوبیس برس ہوا اور میرا خیال ہے کہ میں ساٹھ برس کے (کسر حذف کر کے) شروع پر انتقال کرنے والا ہوں۔

فائدہ: دیکھئے! آپ ﷺ نے کس قدر صاف بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر مبارک کے بارے میں ارشاد فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کل عمر مبارک (کسروں کو حذف کر کے) جو زمین پر گذرے گی وہ ایک سو بیس برس ہے۔اس طرح کہ چالیس برس زمانہ بعثت سے قبل (کیونکہ آپ کی بعثت چالیس میں ہوئی اور یہی عمر انبیاء ورسل کی بعثت کی مقرر ہے) اور چالیس برس بعد از بعثت وقبل از رفع الیٰ السماء زمین پر رہنے کی مدت یہ اسی (۸۰) برس ہو گئے۔معلوم ہو آپ کا رفع الیٰ السماء۔اسی (۸۰) برس میں ہوا۔(باقی ۳۳ برس کی عمر میں رفع الیٰ السماء کسی مرفوع روایت سے ثابت نہیں بلکہ نصاریٰ کا قول ہے جو قابل حجت نہیں) پھر آسمان سے نزول کے بعد چالیس برس (کسر حذف کر کے) زمین پر رہیں گے۔یوں کل مدت زمین پر رہنے کی ۱۲۰ برس ہوئی۔

تنبیہ! مرزا قادیانی ملعون ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۰۸ء میں مرا۔(دیکھئے سیرۃ المہدی ج۲ ص۱۵۰) قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں تو اوپر کنز العمال کی حدیث پاک میں انبیاء علیہم السلام کی عمروں کا جو ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔اس ضابطہ کے تحت آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک کی بنسبت مرزا قادیانی کی ۳۰ برس (بحذف کسر) یا ساڑھے اکتیس برس (حذف کسر کے بغیر) ہونی چاہئے۔(یعنی نصف) جب کہ سیرۃ المہدی کے حوالے سے ۷۱ برس یا ۷۲ برس بنتی ہے۔نیز قادیانی اسے مسیح موعود مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کل عمر مبارک (بحذف کسر) ایک سوبیس برس بنتی ہے۔اگر یہ مسیح موعود ہے تو اس کی عمر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بنسبت ساٹھ برس ہونی چاہئے۔(یعنی نصف) واہ میرے اللہ تیری شان! کیسے مرزا قادیانی کو ایک ایک بات یہاں تک کہ عمر میں بھی جھوٹا ثابت کیا۔واقعی قادیانیوں میں شرم وحیاء، خوف خدا نام کی کوئی چیز نہیں۔اگر ہوتی تو کسی ریاضی پڑھنے والے اسکول یا مدرسہ کے طالب علم سے یہ حساب سمجھ کر مرزا قادیانی کی عمر کا پتہ لگاتے اور تائب ہو جاتے۔"ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ"

حیات مسیح اور عقل

بعض نیم مرزائی قرآن وحدیث آثار صحابہؓ وتابعین اور اجماع امت کے دلائل کے انبار سے تھک ہار کر کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ عام عقلوں میں اور ہماری عقل میں نہیں سماتا۔

جواب: تو اس کے جواب میں مرزائیوں کے مرشد کا یہ حکم کافی ہے۔

"اگر قرآن وحدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۳۷۴، خزائن ج۳ ص ۲۹۳)

مرزائی عقیدہ (۱۷) حیات مسیح کا عقیدہ شرک ہے

مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ ان کو زندہ سمجھنا شرک ہے اور قیامت کے قریب وہ ہرگز تشریف نہ لائیں گے اور جو عیسیٰ ابن مریم نازل ہونے والے ہیں وہ میں (مرزا قادیانی ملعون) ہوں۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱...... ''ابن مریم مرگیا حق کی قسم۔'' (ازالہ اوہام ص۶۴۷، خزائن ج۳ ص۵۱۳)

۲...... ''تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے۔'' (کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶)

تنبیہ! دیکھئے کس طرح حضورﷺ کی سراسر مخالفت کر رہا ہے۔ حضورﷺ نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تم میں عیسیٰ بیٹا مریم علیہما السلام کا نازل ہوگا۔'' مرزا قادیانی ملعون آپ کے مقابلہ میں بک رہا ہے۔ ''ابن مریم مرگیا حق کی قسم۔'' اور یہی تاثر لوگوں کو دوسرے حوالہ میں دے رہا ہے۔ کیا اب بھی دجال وکذاب نہیں؟

۳...... ''فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات ان ھو الاشرک عظیم'' یعنی یہ کہنا بے ادبی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ عقیدہ حیات مسیح تو ایک شرک عظیم ہے۔

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰)

تنبیہ! مرزا قادیانی ملعون نے ۱۸۹۱ء میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس سے پہلے حیات مسیح علیہ السلام کا قائل تھا اور یہی عقیدہ اپنی کتابوں میں لکھتا رہا تو خود مشرک ہوا۔ ملاحظہ ہو:

۱...... ''اور جب حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ ص۴۹۸، ۴۹۹ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

۲...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔''

(براہین احمدیہ ص۳۶۱ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۴۳۱)

۳...... اور مرزا محمود قادیانی (بیٹا مرزا غلام احمد قادیانی) نے لکھا ہے کہ: ''حضرت نے پہلے خود مسیح کے آسمان سے آنے کا عقیدہ ظاہر کیا اور بعد کی تحریروں میں لکھا ہے کہ یہ ایک شرک ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص۵۳)

۴...... اور (حقیقت النبوۃ ص۱۴۲) پر لکھتا ہے کہ: ''جب حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم سے وفات مسیح ثابت کر دی اور حیات مسیح کے عقیدے کو مشرکانہ ثابت کر دیا تو اب جو شخص حیات مسیح کا قائل ہو وہ مشرک اور قابل مؤاخذہ ہے۔''

تنبیہ! اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی بعثت سے پہلے بھی معصوم ہوتا ہے۔ کسی صغیرہ وکبیرہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا اور بعثت کے بعد بھی مذکورہ بالا حوالہ جات سے مرزا قادیانی کا مشرک ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا نبی تو نبی مرزا قادیانی کو ولی کہنا بھی ولایت کی توہین ہے۔ شاید کسی کو بی بی تمیزہ کے وضو کی کہانی یاد ہو۔ بس مرزا قادیانی کا حال بھی بی بی تمیزہ کے وضو کا حال ہے۔

بدیں عقل و دانش بباید گریست

مرزا قادیانی مسیح ابن مریم کیسے بنا؟

مرزا قادیانی کی کہانی مرزا قادیانی کی زبانی سنئے! اور سر دھنئے۔لکھتا ہے:’’خدا تعالیٰ نے اس الہام میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔‘‘

(کشتی نوح ص ۴۶،۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

تنبیہ! کاش قادیانی اور مرزائی اپنے مرشد کی کتابیں اور عبارتیں دیکھتے اور مرزا قادیانی کی اول فول وتلون مزاجی پڑھتے اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا دیکھتے تو کب سے توبہ کر چکے ہوتے۔ مگر کیا کریں ہدایت کے دروازے انہوں نے اپنے اوپر بند کر رکھے ہیں۔

اے اللہ! تو انہیں توبہ کی توفیق عطاء فرما۔ آمین ثم آمین ۰ بحرمة النبی الصادق الامین ﷺ!

سالانہ ختم نبوت کانفرنس پاکپتن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۲۱؍مارچ کو بعد نماز عشاء مدرسہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ مدنی مسجد فرید نگر میں ’’سالانہ ختم نبوت کانفرنس‘‘ منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مدرسہ عربیہ فاروقیہ عارف والا کے مہتمم حضرت مولانا عبدالوہاب نے کی۔ تلاوت کی سعادت قاری محمد عثمان صدیقی المالکی کے علاوہ قاری محمد شہزاد اور قاری سیف اللہ حاصل نے کی۔ نعتیہ کلام جناب محمد عابد اور حافظ نیاز الرحمٰن نے پیش کیا۔

کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالقدوس جلیل، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا مفتی محمد ہاشم، مولانا رشید احمد، مولانا محفوظ، مولانا مفتی نور احمد، قاری بشیر احمد عثمانی، مفتی محمد عمار شاہد، قاری محمد افضل عثمانی اور قاری عبدالمجید جلالپوری نے خطاب وشرکت کی۔ مقررین نے کہا کہ اکابرین ختم نبوت کی تحریکی وتبلیغی خدمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ شہداء ختم نبوت کے مقدس خون سے غداری کرنے والوں کو تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔

کانفرنس میں متعدد قراردادوں کے ذریعے حکومت اور ڈسٹرکٹ پولیس سے مطالبہ کیا گیا۔ ملکہ ہانس کے قریب چک سیر دول اور اڈہ رنگشاہ پر قادیانی ارتدادی سرگرمیوں کو روکا جائے۔ قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت کو ختم کیا جائے۔ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری شہیدؒ اور مولانا عبدالغفور ندیم شہید کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد میں سیالکوٹ کا حصہ!

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مورخہ ۴؍اپریل ۲۰۱۰ء کو سیالکوٹ کے واپڈا گراؤنڈ میں عظیم الشان بین الاضلاعی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیالکوٹ میں تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کے حوالہ سے چند گذارشات عرض کر دی جائیں۔

سیالکوٹ اور گورداسپور کی حدود آپس میں ملتی ہیں۔ قادیان گورداسپور کی تحصیل بٹالہ میں واقع ہے۔ شکر گڑھ کی تحصیل تقسیم سے قبل گورداسپور کی تحصیل تھی۔ تقسیم کے وقت مرزائیوں نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا الگ کیس پیش کر کے گورداسپور کو غیر مسلم اکثریت ضلع قرار دلوا کر انڈیا میں شامل کرا دیا۔ تب سے شکر گڑھ سیالکوٹ کے ساتھ شامل ہوا۔ مرزا قادیانی نے بھی ضلع کچہری سیالکوٹ میں کلرک کی حیثیت سے ملازمت کی تھی اور یہاں پر مختاری کا امتحان دیا۔ جس میں بدنصیبی سے فیل ہوگئے۔ یہاں سے انگریزوں کے ساتھ راہ ورسم اور سابقہ خاندانی انگریز کی غلامی کے ناطے انگریز سے مزید تعلقات استوار ہوئے۔ انگریز ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ پارکنسن کے دفتر میں لندن کے ایک پادری ریوانڈ بٹلر سے مرزا قادیانی کی علیحدگی میں ملاقات اور اس کے نتیجہ میں سیالکوٹ کی ملازمت سے دستبردار ہو کر قادیان میں جا کر براجمان ہو جانا اور ایک دم خفیہ منی آرڈروں کا تانتا باندھ جانا اور پھر مرزا کا مذہبی مباحث میں حصہ لینا۔ اپنے آپ کو انگریز کا خودکاشتہ پودا قرار دینا۔ انگریز کی اطاعت کو واجب قرار دینا انگریز کے خلاف جہاد کی حرمت کا اعلان وغیرہ کی کہانی کے ڈانڈے بھی سیالکوٹ کی اس ملازمت سے ملتے ہیں۔ ظفر اللہ قادیانی اور اس کا خاندان بھی سیالکوٹ ضلع سے تعلق رکھتا تھا۔

مرزا قادیانی کا پوتا ایم ایم احمد قادیانی تقسیم کے وقت سیالکوٹ کا ڈپٹی کمشنر تھا۔ اس لئے گورداسپور سے جو قادیانی منتقل ہو کر سیالکوٹ آئے قادیانی ڈپٹی کمشنر نے ان کو سیالکوٹ میں الاٹ منٹ وغیرہ کی سہولتیں مہیا کر کے پورے ضلع کو مرزائیت کی آماجگاہ بنا دیا تھا اور جسٹس منیر کے بقول مرزائیوں کے ہاں سیالکوٹ کی اہمیت قادیان سے دوسرے درجہ پر تھی۔ (تحقیقاتی رپورٹ ص۱۷۴)

مرزا قادیانی کے خلاف جن علماء حق نے مرزا قادیانی کے زمانہ میں ہی معرکہ حق وباطل کا بازار گرم کئے رکھا۔ ان میں مولانا پیر جماعت علی شاہ صاحب، مولانا محمد شفیع سنکھتروی بہت نمایاں ہیں۔ ان حضرات میں ایک عالم دین مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف شہرہ آفاق کتاب شہادت القرآن فی حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام تحریر کی۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان نے بار بار شائع کیا ہے۔ جناب غلام محمد شاہ صاحب نے مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کو آڑے ہاتھوں لیا۔ ان کی شعلہ نوائی کے خلاف مرزائی سازش نے پر پرزے نکالے۔ ان پر کیس درج ہوا۔ ۲۹۵ الف تعزیرات ہند کے تحت ۳۰؍نومبر ۱۹۳۶ء کو وہ سزایاب ہوئے۔

۲۶؍نومبر ۱۹۴۹ء کو سیالکوٹ میں تبلیغ کانفرنس احرار کے زیراہتمام منعقد ہوئی۔ جس میں باؤنڈری کمیشن میں مرزائیوں کی غداری کے باعث گورداسپور ضلع کی پاکستان سے علیحدگی کی سازش کو بے نقاب کیا گیا۔ مرزائیوں نے نومبر ۱۹۵۲ء میں جلسہ کرنا چاہا۔ تو سیالکوٹ کی دینی غیرت آڑے آئی اور وہ جلسہ نہ ہوسکا۔ غرضیکہ تقسیم کے بعد سے لے کر ۱۹۵۲ء کے آخر تک مرزائی سیالکوٹ میں ہاتھ پاؤں مارتے رہے۔ جب کہ مسلمان ان کے کفر کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بنے رہے۔ اس سلسلہ میں مسلمانوں کی خدمات کا اجمالی خاکہ کچھ یوں ہے۔

۱۳؍جولائی ۱۹۵۲ء کو لاہور میں آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔ تو ۲۱؍جولائی ۱۹۵۲ء کو اس کے زیراہتمام آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد کی گئی۔ اس کنونشن کے بعد سیالکوٹ ختم نبوت کے فدایان کا گڑھ بن گیا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء ومبلغین تحریک میں شامل ہوکر اس کی روز بروز ترقی کے لئے محنت کرنے لگے اور تین مطالبات زور وشور سے پیش کئے جانے لگے۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں عرس گلو شاہ کے موقعہ پر مولانا بشیر احمد پسروری، مولانا کرامت علی شاہ اور علامہ منظور احمد نے قادیانیت کے عقائد عزائم کا پردہ چاک کیا۔ نومبر ۱۹۵۲ء میں ایک اور آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد کی گئی۔ تحریک کے لئے رضاکروں کی بھرتی کا مسئلہ آیا تو صاحبزادہ سید فیض الحسن اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے ضلع بھر میں کانفرنسوں کا جال بچھا دیا اور سیالکوٹ ضلع ختم نبوت کی چھاونی کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبادو گے۔ اس صورتحال پر مرزائی بل کھانے لگے۔ مسلمان بھی ان کے احتساب کا شکنجہ کستے گئے۔ حق وباطل کا یہ معرکہ جاری تھا کہ خواجہ ناظم الدین کو دیئے گئے الٹی میٹم کی تاریخ ختم ہوگئی۔ چنانچہ ۲۰؍فروری ۱۹۵۳ء کو جناح پارک میں اجتماعی نماز جمعہ ادا کی گئی۔ مولانا محمد علی کاندھلوی، پروفیسر علامہ خالد محمود، مولانا محمد یعقوب، مولانا فضل حق اور دوسرے رہنماؤں سے خطاب کیا۔ اس عظیم اجتماع کی اب بھی جب یاد آتی ہے سیالکوٹ کا مسلمان اس روح پرور نظارہ کا تصور لاتے ہی پھڑک اٹھتا ہے۔ چشم فلک نے اس دن دیکھا کہ کس طرح سیالکوٹ کا جیالا مسلمان محمد عربی ﷺ کی عزت وناموس کے لئے سب کچھ قربان کرنے کی دھن میں لگا ہوا تھا۔

کراچی میں ۲۷؍فروری کو مرکزی راہنماؤں کی گرفتاری کے بعد ہوم سیکرٹری پنجاب نے برقی پیغام کے ذریعہ سیالکوٹ قاضی منظور احمد اور جناب ولی محمد جرنیل کو گرفتار کرنے کی ہدایت کی۔ رات ہی رات وہ گرفتار کر لئے گئے۔ ان کی گرفتاری کے خلاف یکم؍مارچ ۱۹۵۳ء کو شہر نے کامل ہڑتال کی اور جسٹس منیر کے بقول دس ہزار اشخاص کا ایک ہجوم گرفتاری دینے والے پہلے دستہ کو کراچی کے سفر پر روانہ کرنے کے لئے اسٹیشن پر جمع ہوا۔ لیکن مسٹر منیر کی یہ تحریک دشمنی ہے۔ اس دن بات ہزاروں کی نہیں لاکھوں کی تھی۔ اللہ اکبر! العظمۃ للہ! سیالکوٹ ضلع بھر کے در ودیوار تحریک ختم نبوت کے مجاہد رضاکاروں کے جوش وجذبہ پر رقص کناں تھے۔ پہلا قافلہ مولانا محمد یوسف کی قیادت میں کراچی کے لئے روانہ ہوا۔

۲؍مارچ ۱۹۵۳ء کی شام کو رام تلائی میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ مولانا سلطان محمود، پروفیسر خالد محمود، مولانا حبیب احمد، مولانا محمد یعقوب اور دوسرے رہنماؤں نے تقریریں کیں۔ ان کی تقریروں کا لہجہ واضح طور پر حکومت کی قادیانیت نوازی کے خلاف تھا۔ ۲؍مارچ کی شام رات گئے انہوں نے مولانا محمد حسین، مولانا محمد علی

کاندھلوی، حافظ محمد صادق، مولانا حبیب احمد، جناب عبدالغفور بٹ اور بشیر احمد صاحب کو گرفتار کرلیا۔

۴؍مارچ کو زیر دفعہ ۱۴۴ ایک حکم نافذ کیا گیا۔ جس کی رو سے جلسے جلوس ممنوع قرار دے دیئے گئے۔ اس دن تحریک کے ذمہ دار حضرات نے بھی اپنی حکمت عملی کے تحت شہابیہ سے مسجد مولوی نور حسین میں اپنا مرکز تبدیل کر لیا۔ یہ مسجد تحصیل اور تانہ صدر کے قریب قریب واقع ہے۔ جلوس نکلا یہ مسجد کی طرف آرہا تھا کہ پولیس نے اس پر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کا الزام لگا کر لاٹھی چارج کرایا۔ شہر میں مزید جذبات برانگیختہ ہوئے۔ اب پھر شہر کو فوج کے سپرد کردیا گیا۔ فوج نے گولی چلا کر شہداء کے خون سے اپنے انتقام کی پیاس بجھانا شروع کردی۔ بازار میں ایک طرف سے دوسری طرف سرخ فیتہ کھینچ دیا اور ہجوم کو تنبیہ کی گئی کہ اسے کراس کیا تو گولی ماردی جائے گی۔ مسلمانوں نے ختم نبوت زندہ باد کی صدا بلند کی۔ کلمہ طیبہ کا ورد کیا اور سرخ لکیر کو کراس کر گئے۔

۵؍مارچ کو فوج نے شہر بھر میں فلیگ مارچ کیا اور وسیع پیمانے پر گشت لگایا۔ جلوس نکلتے رہے۔ یہ ان پر فائر داغتے رہے اور رضا کار خاک وخون میں تڑپ کر ملک عدم یا جیل کی طرف جاتے رہے۔

۱۲؍مارچ کو علامہ خالد محمود، مولانا فضل حق، مولانا سلطان محمود گرفتار کر لئے گئے۔ مساجد ومراکز سے سپیکر اتار لئے گئے۔ ان کی بجلی کاٹ دی گئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے گرفتار شدگان کو جیل میں پٹوایا اور اپنے خبث باطن کا مظاہرکیا۔ تحریک کے کارکنوں پر مارچ کے دوسرے عشرے تک یہ ظلم وستم جاری رہا۔

غرض ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اسلامیان سیالکوٹ نے ایک مثالی کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت ہو، ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت ان تمام تحریکوں میں سیالکوٹ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایک مثالی اور شاندار کردار ادا کیا ہے۔ مولانا مفتی مختار احمد نعیمی جو ۱۹۸۴ء میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل تھے۔ وہ اسی سیالکوٹ کے باسی تھے۔ اب جبکہ ملک بھر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کا مجلس تحفظ ختم نبوت نے انعقاد کر کے عقیدۂ ختم نبوت کی جدوجہد کو ایک نئی سمت دی ہے۔ ۴؍اپریل کی ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ کی تاریخ میں ایک نئے روشن باب کا اضافہ ہے۔ ضلع بھر سے جس جوش وخروش کے ساتھ اسلامیان سیالکوٹ تیاری کر کے اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اس کا عملی مظاہرہ مورخہ ۴؍اپریل ۲۰۱۰ء کو دیکھنے میں آیا۔ وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

خانیوال میں ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد المینار میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت پیر طریقت حضرت خواجہ عبدالماجد صدیقی مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانیوال نے کی۔ کانفرنس گذشتہ سالوں کی بنسبت خاصی کامیاب رہی۔ کانفرنس کے لئے ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی اور ناظم اعلیٰ مولانا عطاء المنعم نے بھرپور محنت کی۔

کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، ضرب مؤمن کے کالم نگار قاری منصور احمد نے ولولہ انگیز خطاب فرمائے اور اس عزم کا اظہار کیا کہ قادیانیت کے مکمل خاتمہ تک ختم نبوت کی تحریک جاری رہے گی۔

المکتب الرئیسی:
جامعہ اشرفیہ شارع فیروزپور
ٹیلیفون: ۷۵۷۷۹۹۷۲
۷۵۸۸۱۲۲
۷۵۸۴۵۴۲
فیکس: ۹۲-۴۲-۷۵۷۷۹۷۲

الجامعۃ الاشرفیۃ

شارع فیروزپور ○ لاہور ○ پاکستان

الفروع:
جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد
ٹیلیفون: ۷۲۴۳۷۶۰
۷۲۴۳۷۶۱
مدینۃ الفیصل للبنات ماڈل ٹاؤن
ٹیلیفون: ۵۸۸۰۵۰۰-۸۵-۴۸۵

زید حامد سے متعلق مولانا عبدالرحمٰن اشرفی نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ کا موقف

گزشتہ کچھ دنوں سے مجھے کئی ایک احباب نے فون کیے اور متعدد حضرات نے تشریف لا کر بتلایا کہ ٹی وی اینکر زید حامد صاحب جن کا مبینہ طور پر یوسف علی مدعی نبوت سے خلافت وصحابیت کا تعلق ہے، وہ اپنے بیانات میں میرے بارہ میں یہ تاثر دے رہا ہے کہ میں نے یوسف علی کے بارہ میں کہا ہے کہ وہ اچھا آدمی تھا اور وہ میرا بہترین دوست تھا، اس نے میرے ساتھ حج کیا تھا، نیز اس نے کارکنانِ ختم نبوت اسلام آباد کی ایک پریس کانفرنس کے جواب میں اپنی تردیدی تقریر اور ویڈیو کیسٹ میں کہا ہے کہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا عبدالرحمٰن اشرفی جو بہت بڑے بزرگ اور بڑے ٹاپ کے اسکالر ہیں اور وہ ابھی تک زندہ ہیں، جب تک یوسف مرا نہیں، تب تک وہ اس کا دفاع کرتے رہے اور انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت والوں کو بلا کر ڈانٹا کہ تم ظلم کر رہے ہو، کیونکہ یوسف علی نے دعویٰ نبوت نہیں کیا، وغیرہ وغیرہ

جہاں تک میرے بارے میں یوسف علی سے دوستی وغیرہ کا حوالہ دیا جا رہا ہے تو میں مولانا عبدالرحمٰن اشرفی اس کی وضاحت کرتا ہوں کہ حقیقت حال یہ ہے کہ یوسف علی میرے پاس ایک دو مرتبہ ملنے کیلئے آیا اور اسی دوران میں میں اور مرحوم مولانا اجمل خان صاحب حج کو گئے تو منیٰ میں جہاں مولانا اجمل خان مرحوم کا درس تھا وہیں یوسف علی بھی درس دے رہا تھا لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ میں نے یوسف علی کے ساتھ حج کیا اور میری اس سے دوستی رہی ہے اور میرا زید حامد سے کوئی تعلق ہے، نہ ہی میں اس سلسلہ میں یوسف علی کے حق میں کوئی اخباری بیان جاری کیا اور نہ ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے متعلقین کو اس سلسلہ میں کوئی سرزنش کی۔ میرا موقف بھی یوسف علی کے بارہ میں وہی ہے جو دیگر علماء، اربابِ فتویٰ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت والوں کا ہے اور اس سلسلے میں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہوں لہٰذا یہ تمام باتیں جو مجھ سے منسوب کی گئی ہیں یہ سراسر جھوٹ اور خلافِ واقعہ ہیں۔ میں زید حامد صاحب پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ ان باتوں کی نسبت میری جانب نہ کی جائے۔

میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کو مرتد اور زندیق سمجھتا ہوں اور اسی عقیدے پر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لوائے حمد کے نیچے ذاتِ نبوت کی شفاعت کا طلبگار ہوں۔

میری اس تحریر کو انٹرنیٹ اور جامعہ اشرفیہ کے ترجمان ماہنامہ ”الحسن“ میں شائع کر دیا جائے تا کہ ہر خواص وعام اس سے آگاہ ہو جائیں اور آئندہ کیلئے کسی کو میرے بارے میں غلط فہمی پھیلانے کا موقع نہ مل سکے۔ اور ختم نبوت والے کہتے ہیں، کہ اگر زید حامد توبہ کر لے تو ہم اس کو گلے لگانے کو تیار ہیں۔ زید حامد کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ زید حامد اور اس جیسے دیگر لوگ جو یوسف علی کی باتوں اور سحر میں گرفتار ہیں ان کو ان باتوں سے نجات دے اور سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

Fahim-ul-Hassan Thanvi \ Yousaf Kazaab-01 - 17-03-2010

المکتب الرئیسی: جامعہ اشرفیہ شارع فیروز پور، ٹیلیفون: ۷۵۷۷۹۷۲، ۷۵۸۸۱۲۲، ۷۵۸۴۰۵۴، فیکس: ۹۲-۰۴۲-۷۵۷۷۹۷۳

الجامعۃ الاشرفیۃ

شارع فیروز پور ۰ لاہور ۰ پاکستان

الفرع: جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد، ٹیلیفون: ۷۲۴۳۷۶۰، ۷۲۴۳۷۶۱، [illegible] ماڈل ٹاؤن، ٹیلیفون: ۵۸۸۰۵۰۰-۸۵-۱۸۵

دار الافتاء جامعہ اشرفیہ کی جانب سے حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری شہیدؒ کے مؤقف کی تائید

حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ "راہبر کے روپ میں راہزن" میں جو زید حامد کے متعلق پردہ اٹھایا ہے اور عوام وخواص کو زید حامد کے نظریات کے متعلق مطلع کیا ہے وہ قابل تحسین امر ہے۔ خاص طور پر حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ کے صفحہ نمبر ۱۲ کے ایک پیرے میں جس اخلاص کے ساتھ دعوت فکر دی ہے وہ ایک مستحسن طریقہ تبلیغ ہے۔

"جناب زید حامد اور اس سے اخلاص رکھنے والے مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے کہ مجھے نہ تو زید حامد سے کوئی ذاتی پرخاش ہے اور نہ ہی میرا اس سے کوئی جائیداد یا خاندان کا جھگڑا ہے، سچی بات یہ ہے کہ میرا آج تک اس سے آمنا سامنا بھی نہیں ہوا، اس لئے اگر وہ آج اپنے عقائد ونظریات سے توبہ کرلے یا کذاب یوسف علی پر دو حرف بھیج دے تو میں اس کو گلے لگانے کو تیار ہوں اور اپنی اس تحریر سے کھلے دل سے رجوع کا اعلان کردوں گا، تاہم جب تک وہ یوسف علی کذاب کے عقائد ونظریات سے منسلک ہے یا اس سے براءت کا اعلان نہیں کرتا، وہ حضور ﷺ کا باغی اور غدار ہے اور حضور ﷺ کا باغی وغدار اپنے اندر چاہے کتنا ہی خوبیاں اور کمالات کیوں نہ رکھتا ہو وہ ہمارے اور کسی سچے مسلمان کے لئے ناقابل برداشت ہے اس لئے ناممکن ہے کہ کوئی مسلمان اس کو اپنا یا مسلمانوں کا نمائندہ اور ترجمان باور کرے۔"

لہٰذا ہم حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس مؤقف کی مکمل تائید کرتے ہیں کہ جب تک زید حامد اپنے غلط عقائد ونظریات سے توبہ نہ کرلے اس وقت تک اس کا بیان سننا جائز نہیں ہے۔

دار الافتاء

الجواب صحیح — الجواب صحیح

شاہد عبید عفی عنہ — داؤد احمد عفی عنہ

جامعہ اشرفیہ لاہور

دار الافتاء
جامعہ اشرفیہ لاہور
محمد زکریا
دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور
۸-۴-۱۴۳۱ھ
۲۵-۳-۲۰۱۰ء

محمود احمد
دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور
۱۳/۴/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح
شبیر احمد عفی عنہ

عثمان غنی
دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور
۱۴/۴/۱۴۳۱ھ
۳۰/۳/۲۰۱۰ء

محمد یوسف
مفتی دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور
[illegible]

Mufti Hameedullah Jan
Chairman Darul Ifta
AL JAMIATUL ASHRAFIA
Shahrah -e- Ferozpur, Lahore - Pakistan
Tel #: 042 - 7531581
Cell #: 0333 - 4241816

المفتی حمید اللہ جان
رئیس دارالافتاء
الجامعۃ الاشرفیہ
شارع فیروز پور، لاہور، پاکستان

Date ______________ تاریخ ______________

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلال پوری ایک حق گو مجاہد عالم دین تھے ہر باطل کے مقابلہ میں ہر وقت سربکف ہوتے اور اسی کے نتیجے میں اسکو شہادت کا تاج ملا۔

موصوف کی ان کاوشوں میں سے ایک کاوش "رہبر کے روپ میں راہزن" رسالہ بھی ہے۔ جو حقائق سے پردہ اٹھا کر ناآشنا احباب کو صحیح حقائق سے آگاہ کر دیا ہے۔ اللہ کریم اسکو قبولیت عطا کر کے مرحوم کو جنت الفردوس میں پہنچنے کا ذریعہ بنا دے آمین ثم آمین

حمید اللہ جان عفی عنہ

خادم الحدیث والافتاء جامعہ اشرفیہ

۸ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

تنظیمِ اسلامی

67/اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور۔ فون 36293939-36316638-36366638 فیکس 36271241

E-mail: markaz@tanzeem.org Website: www.tanzeem.org

زید حامد کے بارے میں تنظیم اسلامی کا موقف

(موقف کی توضیح مزید۔17 مارچ 2010ء)

درج بالا معاملہ کے حوالے سے ہمارے 9/مارچ 2010ء کے جاری کردہ موقف پر زید حامد کی طرف سے یہ دعویٰ کرنا کہ ہم نے یوسف ''کذاب'' کے حوالے سے اُن کی وضاحت کو قبول کرلیا ہے، نیز یہ تاثر دینا کہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور تنظیم اسلامی کا اُن کو تعاون حاصل ہے، صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا ہم اپنے جاری شدہ موقف کی مزید وضاحت پیش کررہے ہیں۔

کسی شخص کو کذاب یعنی جھوٹا مدعی نبوت قرار دینا یا نہ دینا اسلامی حکومت کا کام ہے اور اسلامی حکومت اشریعت کے نظام کے نہ ہوتے ہوئے علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔ علماء کرام نے یوسف علی کو کذاب قرار دیا تھا اور پاکستان کی عدلیہ نے گواہوں اور ثبوت کے پیش نظر سزائے موت سنادی تھی۔ لہٰذا اس حوالے سے رائے دینا یا کوئی اور بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ نیز اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ زید حامد کا یوسف ''کذاب'' سے ماضی میں قریبی تعلق تھا۔ البتہ جیسے کہ ہم نے اپنے تحریری موقف میں کہا ہے:

> ''ہمارے نزدیک اگر کوئی مسلمان اپنے گمراہ کن نظریات سے تائب ہو جائے اور ایسے نظریات پھیلانے والے شخص سے بھی اعلانِ لاتعلقی کردے تو امتِ مسلمہ کے ایک فرد کی حیثیت سے اس کے رجوع کو خوش دلی سے قبول کرلینا چاہئے۔ تاہم اس کے اپنے خیالات ونظریات کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھنے کی ضرورت مستقبل میں بھی رہے گی۔''

اس حوالے سے ہمارے تحریری موقف میں پہلے ہی یہ بات درج ہے کہ ہمارے ایک وفد سے ملاقات میں زید حامد نے درج ذیل اقرار کیا:

1- وہ ختم نبوت ﷺ پر یقین رکھنے والے ہیں اور مدعیانِ نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

2- مزید یہ کہ گستاخانِ رسول پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔

3- ماضی میں ان کا یوسف علی سے اگرچہ تعلق رہا تھا لیکن اب وہ اُس کے آخری دور کے گمراہ کن عقائد اور نظریات سے اعلانِ برات کرتے ہیں۔

ہم نے درج بالا باتوں کے باقاعدہ اعلان کا تقاضہ کیا لیکن چونکہ زید حامد کی طرف سے ماضی میں یوسف ''کذاب'' سے تعلق ہونے کا اقرار اور اُس کے گمراہ کن عقائد ونظریات سے واضح اعلان برات تا حال نہیں کیا گیا لہٰذا ہمارے نزدیک زید حامد کی پوزیشن قطعی طور پر clear نہیں ہوئی بلکہ مزید مشکوک ہوگئی ہے۔

ہم نے زید حامد کے افکار کے دیگر پہلوؤں سے بھی تنظیم کا اتفاق واختلاف واضح کردیا تھا۔ ہم یہاں یہ بھی واضح کردینا چاہتے ہیں کہ زید حامد کی تحریک سے ہماری کسی قسم کی وابستگی نہیں ہے۔

مزید براں حال ہی میں زید حامد کی طرف سے علماء کرام کے بارے میں جو شدید منفی باتیں سامنے آئیں ہیں وہ بھی انتہائی نامناسب ہیں۔ اس حوالے سے بھی زید حامد کو رجوع کرنا چاہئے اور علماء کرام کے تحفظات کو دور کرنا چاہئے۔

گوجرانوالہ ڈویژن کی تبلیغی کارکردگی!

مولانا خبیب احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فیصلہ کیا کہ امسال یوں تو پورے ملک میں سالانہ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔ لیکن ۱۴؍مارچ کو محمد بن قاسم پارک سکھر، ۴؍اپریل واپڈا گراؤنڈ سیالکوٹ، ۹؍مئی ایبٹ آباد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔

سکھر اور سیالکوٹ میں کامیاب کانفرنسیں منعقد ہونے پر ہم اللہ پاک کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہیں اور ایبٹ آباد کی کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعاگو ہیں کہ اللہ پاک اس کانفرنس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں اور ہر قسم کی آفاق وبلیات، ابتلاء وآزمائش سے حفاظت فرمائیں۔

۴؍اپریل سے قبل سیالکوٹ اور نارووال کے اضلاع میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے:

سیالکوٹ میں کانفرنس: ۱۰؍مارچ کو جامعہ فارقیہ چوک امام صاحبؒ سیالکوٹ میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی نگرانی قاری احمد مصدق قاسمی اور نظامت مولانا حماد انور قاسمی ناظم اعلیٰ مدرسہ ہذا نے کی۔ کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام سرحد کے راہنما مولانا مفتی کفایت اللہ ایم۔ پی۔ اے مولانا عبدالواحد رسولنگری اور مولانا فقیر اللہ اختر نے خطاب کیا۔ صدارت پیر شبیر احمد شاہ گیلانی نے کی۔

ڈسکہ میں کانفرنس: ۱۲؍مارچ کو خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد بلال گلستان کالونی ڈسکہ میں دیا اور سامعین سے کانفرنس میں شرکت کا عہد لیا۔

ہادی ٹاؤن میں کانفرنس: ۱۳؍مارچ کو جامع مسجد بنوریؒ ہادی ٹاؤن سیالکوٹ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا شاہ نواز فاروقی اور مولانا شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

پسرور میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۴؍مارچ کو جامع مسجد پسرور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا غلام فرید اعوان نے کی۔ کانفرنس سے مولانا شاہ نواز فاروقی، جمعیت اہل حدیث کے مولانا کفایت اللہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ نقابت کے فرائض مولانا قاری محمد طیب اعوان نے سرانجام دیئے۔

گلوٹیاں میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۵؍مارچ کو جامع مسجد امام اعظمؒ گلوٹیاں طورد میں عشاء کے بعد عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا عبدالواحد رسولنگری، مفتی عبدالقدوس، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا خبیب احمد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

کنجروڑ میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۶؍مارچ کو جامعہ قاسمیہ کنجروڑ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرن منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا عبدالحمید وٹو، مولانا عثمان بیگ فاروقی وزیر آباد، مولانا فقیر اللہ اختر اور مولانا محمد اسماعیل

شجاع آبادی، قاری دین محمد ثاقب اور دوسرے علماء کرام نے خطاب کیا۔

واہنڈو میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۷؍مارچ کو جامع مسجد واہنڈو گوجرانوالہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی نگرانی حاجی عبدالرحمٰن گوجرانوالہ نے کی۔ جب کہ دیگر علماء کرام کے علاوہ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

سوکن ونڈ میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۸؍مارچ کو مکی مسجد سوکن ونڈ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا محمد شفیع شاکر لاہور، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا فقیر اللہ اختر سمیت کئی ایک علماء اکرام نے خطاب کیا۔

تلونڈی بھنڈراں میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۹؍مارچ کو جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد مدرسہ فیض الاسلام تلونڈی بھنڈراں، جامع مسجد عثمانیہ میں مولانا خبیب احمد نے دیا اور خطبۃ المبارک کے عظیم اجتماعات سے خطاب فرمایا۔

سمبڑیال میں ختم نبوت کانفرنس: ۲۱؍مارچ کو جامع مسجد شرقی مولانا نذیر احمد والی سمبڑیال میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد الیاس گھمن، قاری علیم الدین شاکر لاہور، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، علامہ محمد ممتاز اعوان نے خطاب کیا اور مدرسہ سے حفظ قرآن کی تکمیل کرنے والے بچوں کی دستار بندی کی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس کوھلوال: ۲۵؍مارچ کوھلووال جامع مسجد سیدنا صدیق اکبرؓ میں مولانا عبدالحمید وٹو، مولانا فقیر اللہ اختر نے خطاب فرمایا۔

ختم نبوت کانفرنس موسیٰ والا: ۲۶؍مارچ کو جامع مسجد ختم نبوت موسیٰ والا ڈسکہ میں ختم نبوت کے اجتماع سے مولانا اللہ وسایا، مولانا نور الحسن انور، مولانا احسان اللہ فاروقی، مولانا فقیر اللہ اختر نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس شکرگڑھ: ۲۷؍مارچ کو مکی مسجد بخاری چوک شکرگڑھ میں مولانا محمد عالم طارق، مولانا قاضی احسان احمد، قاری محمد رمضان، مولانا فقیر اللہ اختر نے خطاب کیا۔ جب کہ ملک کے نامور نعت خواں جناب آصف رشیدی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

ختم نبوت کانفرنس ڈسکہ: ۲۸؍مارچ کو جامع مسجد حاجی سلیمان والی ڈسکہ میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا اللہ وسایا، مولانا فقیر اللہ اختر نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس چونڈہ: ۲۹؍مارچ جامع مسجد شاہ فیصل چونڈہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا، علامہ ممتاز احمد کلیار، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے خطاب کیا۔ کانفرنس کا انتظام قاری محمد انور انصر نے کیا۔

ختم نبوت کانفرنس مریدکے: ۲۸؍مارچ کو مریدکے میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد عرفان دیول اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۴ر اپریل بروز اتوار بعد نماز مغرب واپڈا گراؤنڈ سیالکوٹ میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مرکزی رہنما مولانا صاحبزادہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ کندیاں نے کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے سرانجام دیئے۔

کانفرنس کا آغاز قاری محمد عارف کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعت حافظ محمد کاشف متعلم جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ، حافظ محمد نعیم قاسمی، احمد اسامہ نے پیش کیں۔ ترانہ ختم نبوت ننھے منھے مجاہد ''محمد'' نے پیش کیا۔ سائیں محمد حیات پسروریؒ کے فرزند حفیظ عامر نے سائیں محمد حیات پسروریؒ کی لکھی ہوئی پنجابی نظم پیش کی۔ رفاقت علی نے پرچم ختم نبوت گھر گھر لہرا کر دم لیں گے۔ محمد قاسم، محمد حماد نے مکالمہ پیش کیا۔ جس میں قادیانیت کے عقائد وعزائم کو سوال وجواب کی صورت میں پیش کیا گیا۔

کانفرنس کے جملہ امور کی نگرانی شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے امیر پیر شبیر احمد گیلانی کرتے رہے۔ سیکورٹی کے جملہ امور ختم نبوت یوتھ فورس سیالکوٹ کے سینکڑوں نوجوانوں نے سرانجام دیئے۔ امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالحق خاں بشیر گجرات نے خوب سماں باندھا۔ جب کہ حضرت کے نواسے اور جامعہ حنفیہ جہلم کے مہتمم مولانا محمد ابوبکر نے اپنے والد اور دادا کی یاد تازہ کر دی۔ مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ حضورؐ کی ختم المرسلینی پر پوری امت کا اجماع رہا ہے اور اب بھی ہے۔ ختم نبوت کا مسئلہ چودہ سو سال پرانا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ مسیلمہ کی طرف سے کمپرومائز کی دعوت دی گئی۔ حضرت خالد ابن ولید نے اس کمپرومائز کو مسترد کر دیا۔ جنگ یمامہ میں سینکڑوں صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ قرآن پاک کی ہر سورۃ میں آپ کو ختم نبوت کا مسئلہ نظر آئے گا۔ پاکستان کی پارلیمنٹ نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اپنا فرض ادا کیا۔ اگر آج پارلیمنٹ نے اپنے فرض سے کوتاہی کی یا قادیانیوں سے متعلقہ قوانین کو ختم کرنے کی کوشش کی اور پس پردہ لابیوں نے کوشش کی بھی ہے۔ لیکن کسی رکن نے ہمت نہ کی کہ وہ قوانین کے متعلق لب کشائی کر سکے۔ اس لئے وہ ناکام ہوئے۔ ہم سب کو چوکس ہونا پڑے گا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس میں تبدیلی نہ ہو سکے۔ عوام کو بیدار کرتے رہیں۔

ختم نبوت کے مسئلہ پر مسلکی تعصب بڑی بدنصیبی ہے۔ تمام مسلمان اس مبارک کوشش میں مجلس کے دست وبازو بنیں اور جو ہاتھ اس کے خلاف اٹھیں انہیں کاٹ دیں۔ انہوں نے مجلس کے مساعی جمیلہ پر خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا غلام حیدر خادمی

بریلوی مکتبِ فکر کے رہنما مولانا غلام حیدر خادمی نے کہا۔ختم نبوت کے حوالہ سے اس خوبصورت کاوش کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔ختم نبوت کے عقیدہ کا انکار کرنے والا امت مسلمہ کا ایک بھی فرد بھی نہیں۔جو مخالف ہے وہ امت مسلمہ کا فرد نہیں ہوسکتا۔انہوں نے قرآن پاک کی آیات اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے شاندار بیان کیا۔

حضرت مولانا عزیز الرحمان ہزاروی

سیالکوٹ کے سپوت علامہ اقبال نے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔مرزا قادیانی جیسا دجال وکذاب دھرتی پر آج تک نہیں پیدا ہوا اور انہوں نے قادیانیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا قادیانی کے چیلو ختم نبوت کے مجاہدین کو شہید کر کے تم ختم نبوت کا کام ختم کر دو گے یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔پیپلز پارٹی کے وزیرو، قادیانیوں سے ساز باز مت کرو۔گیلانی سید کی موجودگی میں ہمیں احتجاج کرنا پڑ رہا ہے۔اگر حضور کے ناموس پر حملہ کیا گیا تو قبائل کے نمائندہ کی حیثیت سے اعلان کرتا ہوں۔ہم ان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔شیطان کے بعد کائنات میں سب سے زیادہ لعنتیں مرزا قادیانی پر پڑتی ہیں۔ملک اس وقت مصیبت میں ہے۔ناموس رسالت کے تحفظ کو اوڑھنا بچھونا بنالو تو دنیا تمہارے قدم چومے گی۔

مولانا فضل الرحیم نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گستاخ رسول کے خلاف بنائے گئے قانون اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔مولانا محمد یوسف خان جامعہ اشرفیہ نے کہا کہ رحمت عالم ﷺ کا تفصیلی تذکرہ پچھلی آسمانی کتابوں میں موجود تھا۔ان میں آپ کی ختم نبوت کا بھی تفصیلی ذکر موجود تھا۔رضوان احمد قاضی منہاج القرآن نے کہا کہ ایک سو آیات، ۲۱۰ احادیث ختم نبوت کو بیان کر رہی ہیں۔آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت ہے نہ کسی رسول کی ضرورت ہے۔مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے فرمایا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے متعلق شیخ بنوریؒ سے بخاری کے سبق میں سنا کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے چھ ماہ بڑے اضطراب اور قلق سے گذارے۔غمگین ہونے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ اس فتنہ کے تعاقب کے لئے ایک عمدہ جماعت قائم ہوجائے جو اس کا مقابلہ کر سکے۔لاہور میں خدام الدین کے اجتماع میں ۵۰۰ جید علماء کرام کی موجودگی میں تو شاہ جیؒ کو امیر شریعت قرار دے کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔شاہ صاحب نے کہا کہ آپ کی طرف سے ہمیں حکم دیا جارہا ہے اور شیخ بنوریؒ نے فرمایا اشیخ اور علامہ انور شاہ اور علماء کے چہرے میرے سامنے ہیں۔میں نے بھی شاہ جی کے ہاتھ پر بیعت کی۔جماعت نے حضرت شاہ صاحب کے حکم پر قادیانیت کا تعاقب جاری رکھا ہوا ہے۔آج تحریک کی قائد حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم ہیں۔شیخ بنوریؒ سے درخواست کی گئی کہ آپ مجلس کی امارت قبول فرمائیں۔تو فرمایا کہ ایک شرط پر کہ مولانا خان محمد نائب امارت قبول فرمائیں۔دعائیں بھی اس محاذ کا حصہ ہیں۔تصنیف وتالیف بھی اس کا ایک حصہ ہے۔مجاہدین بھی ایک حصہ ہیں۔

یہ اسٹیج ۱۹۳۴ء کے اسٹیج کا عکس ہے۔ جو میدان اور نہج شاہ جیؒ نے تجویز کیا۔ مجلس کے کارکنوں نے وہی انداز اختیار کیا ہوا ہے۔ جب تک فتنہ ہے مجلس اس کا تعاقب جاری رکھے گی۔ اجتماعی قوت کا مظاہرہ قادیانیت کے مقابلہ میں کرنے والے سب سے زیادہ مجاہد ۱۹۵۳ء کا انہیں علاقوں میں سے تھے۔

گوجرانوالہ، ڈسکہ، سیالکوٹ، سمبڑیال کے دس پندرہ افراد حضرات لاہوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رو کر کہا کہ دس ہزار شہید ہوئے اور چار لاکھ گرفتار ہوئے۔ فرمایا کہ تمام شرکاء تحریک ۱۹۵۳ء جنتی ہیں۔ قاری جمیل الرحمٰن اختر لاہور نے کہا قائدین قادیانیت کے تعاقب کے لئے ہمارے ذمہ جو کام لگائیں گے۔ اس پر عملدرآمد کریں گے۔ ہم قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔

مولانا زاہد الراشدی نے مجلس کو ملک کے مختلف حصوں میں کامیاب کانفرنسیں کرنے اور بالخصوص آج کی اس کانفرنس کی کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قادیانیت قوانین کے حوالہ سے مسلسل دباؤ میں ہیں۔ ملک کا نام، قرارداد مقاصد، وفاقی شرعی عدالت زد میں تھے۔ اللہ پاک نے لاج رکھی۔ آئینی تجاویز کی صورت میں ہم سرخرو ہوئے۔ کمیٹی نے مخالف تجاویز مسترد کر دیں۔ پارلیمنٹ میں دینی نمائندگی پر مولانا فضل الرحمٰن، پروفیسر ساجد میر، پروفیسر خورشید احمد کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بلکہ تمام ارکان کو خواہ کسی بھی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں میں تمام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بیداری کا دباؤ قائم رکھا ہے اور جماعتوں نے بھی کام کئے۔ جس دینی جماعت نے ختم نبوت کے حوالہ سے کام کیا میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ پارلیمنٹ میں دینی حلقوں کی نمائندگی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ صاحبزادہ حامد سعید سے متعلق جس چیز نے پریشان کیا کہ قادیانیت انہیں کیوں ملے؟ انہیں حق حاصل ہے۔ ملک کا ہر شہری مل سکتا ہے۔ یہ ملاقات قابل اعتراض نہیں تھی۔ مخفی رکھنا قابل اعتراض ہے۔ انہیں اس مسئلہ پر قوم کو اعتماد میں لینا چاہئے تھا۔ قادیانیوں نے جو باتیں کی ہیں۔ ان میں ایک مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ دستوری ترمیم اور امتناع قادیانیت سے ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ آپ کے ساتھ تنازعہ اس بات پر ہے کہ آپ آئین کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے۔ آپ ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کررہے۔ لندن میں بیٹھ کر ملک کے خلاف لابنگ کر رہے ہیں۔ آپ سے پارلیمنٹ، سپریم کورٹ، علماء، عالم اسلام کے فیصلہ نہ ماننے کی وجہ سے تنازعہ قانون پر عمدرآمد کا نہیں بغاوت کا ہے۔ آپ قوانین کو تسلیم کریں۔ اس کے بعد دوسرے مسائل پر غور وخوض کریں گے۔

جمعیت اہل حدیث کے راہنماء رانا محمد شفیق خان پسروری نے کہا آج کا یہ عظیم اجتماع ختم نبوت کا اعجاز ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں قادیانیوں کا کسی وزیر کو ملنے کے حق میں نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ اکھنڈ بھارت کے داعی ہیں۔ انہیں پاکستانیوں والے حقوق نہیں ملنے چاہیں۔ مرزائی ناموس رسالت کے دشمن اور مرتدین کی سزا موت ہے۔ دوسرے غیر مسلموں سے متعلق سوچا جاسکتا ہے۔ لیکن قادیانیوں کے متعلق کوئی نرم گوشہ نہیں رکھا جاسکتا۔ ہم غیر مشروط طور پر مجلس کی حمایت کرتے ہیں۔

مولانا عبدالخبیر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور نے کہا دجال قادیان کی امت کا تعاقب کرنا ہر مسلمان عالم دین کا فرض ہے۔ ہم انشاء اللہ العزیز تادم زیست یہ فرض ادا کرتے رہیں گے۔ مولانا ریاض خان سواتی نے کہا حضرت نانوتوی، حضرت مدنی کے خدام جب تک موجود ہیں قادیانیت کا تعاقب کریں گے۔ چاہے کتنی بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مفتی کفایت اللہ ایم۔ پی۔ اے سرحد نے کہا ختم نبوت کے معاملہ پر جہاں آپ کا پسینہ گرے گا جمعیت کے کارکنوں کا خون گرے گا۔ جب آئین پر نظر ثانی کا مرحلہ شروع ہوا تو ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ قادیانیت سے متعلق آئینی ترامیم ختم نہ کردی جائیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے چوکیداری کا فریضہ سرانجام دیا۔ کہا گیا کہ پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان نہیں ہونا چاہئے۔ عوامی ہونا چاہئے۔ ہم نے پہرہ دیا۔ آج ملک میں مدرسہ، مسجد گرائے جارہے ہیں۔ ہمیں تنہاء کرادیا گیا کہ ہم پہلے بھی تنہا تھے آج بھی تنہا ہیں۔ ہم نے ہی قرارداد مقاصد کی بھی حفاظت کی ہے۔ آرٹیکل نمبر ۲۰ دینی مدارس کی بھی ہم چوکیداری کررہے ہیں۔ ملک کا صدر مسلمان ہوگا۔ میں نے اس کی بھی حفاظت کی ہے۔ اگر پاکستان کو بچانا ہے تو اسلام کو لانا ہوگا۔ ہم دوہری محنت کریں گے۔ ایمان کی حفاظت بھی کریں گے اور پاکستان کی حفاظت بھی کریں گے۔

ہم نے وفاقی شرعی عدالت کا بھی تحفظ بھی کیا ہے۔ اسلام کی حاکمیت اعلیٰ کی حفاظت بھی کر کے آیا ہوں۔ قادیانیت انگریز کے سہارے پر آئی۔ آج بھی اسی کا سہارا ہے۔ یہ ہر سامراج کا سہارا لیتی ہے۔ کل انگریز کا دم چھلا تھا۔ آج امریکہ کا بھی دم چھلا ہے۔ میں قادیانیت کو دفن کرنے کے لئے امریکہ سے لڑوں گا۔ قادیانیت کا بھی تعاقب کرنا ہے اور ان کے آقاؤں کا بھی تعاقب کرنا ہے۔ قادیانیت میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ براہ راست حملہ آور ہوسکیں۔

تجمل ساغر بٹ یوتھ فورس سیالکوٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں شکر گذار اپنے بزرگوں کا کہ انہوں نے سیالکوٹ کی سرزمین پر اکٹھے بیٹھ کر اتحاد بین المسلمین کا مظاہرہ کیا ہے۔ یوتھ فورس ایک مضبوط اور تناور درخت بن چکا ہے۔ ہم نے D.P.O سے مطالبہ کیا کہ فلاں فلاں جگہوں پر قادیانیوں کی سرگرمیاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ ہم اپنا حق زور بازو سے لے سکتے ہیں۔ لیکن ہم نے ہمیشہ قانونی اور جمہوری راستہ اختیار کیا ہے۔ مولانا عبدالحمید وٹو نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح باپ ایک ہوتا ہے ایسے ہی رب بھی ایک ہی ہے اور ایسے نبی بھی ایک ہوتا ہے جس کے ایک سے زائد خدا وہ مشرک، جس کا ایک سے زائد باپ وہ حرامی۔ ایسے ہی حضورﷺ کے بعد جو کسی مدعی نبوت کو نبی مانے وہ بھی مشرک اور حرامی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا عبدالنعیم رحمانی لاہور، مولانا محمد عرفان لدھیانوی، قاضی احسان احمد کراچی، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محبوب الحسن خطیب عائشہ مسجد لاہور، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے خطاب کیا۔

مولانا محمد احمد لدھیانوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اس عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد پر مخدوم ومحترم مولانا اللہ وسایا، حضرت خواجہ خواجگان کے صاحبزادے مولانا عزیز احمد، مولانا محمد عالم طارق، محمد

اسماعیل شجاع آبادی، ختم نبوت یوتھ فورس کے نوجوانو اور علماء کرام مشائخ عظام، سیالکوٹ کے تاریخی شہر ہے جہاں مرزا قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کا آغاز کیا۔ آج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سیالکوٹ کی زمین پر اسے نشان عبرت بنانے کے لئے یہ میدان سجایا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت بنیادی عقائد میں سے وہ عقیدہ ہے جس کا انکار کفر ہے۔ حضورﷺ آخری نبی ہیں۔ قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا۔ نبی براہ راست اللہ تعالیٰ کا شاگرد ہوتا ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی نے مختلف اساتذہ سے پڑھا جو اس کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نبی نہیں۔ تقسیم سے پہلے دونوں فتنوں کا مرکز قادیان، لکھنؤ تھا۔ تقسیم کے بعد دونوں فتنوں کا مرکز جھنگ بنا۔ علامہ اقبالؒ پر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا احسان ہے کہ انہوں نے اقبال کو قادیانیت سے بچایا۔ تقسیم کے بعد پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ بنا۔ تحریک ۱۹۵۳ء چلی۔ دس ہزار مسلمانوں نے جانیں نچھاور کر کے بتلا دیا کہ خون کے دریا بہائے جاسکتے ہیں۔ لیکن محمد عربی کے غدار کو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کسی نے ناموس رسالت کے قانون یا امتناع قادیانیت ایکٹ کو بدلنے کی کوشش کی تو ہم اس کا بھرپور تعاقب کریں گے۔ یہ جماعت بھی قربانیوں والی ہے اور ہماری جماعت بھی قربانیوں والی تقسیم کے وقت ہزاروں جانیں قربان کی جاچکی ہیں تو عظمت رسول واصحاب رسول کے تحفظ کے لئے لاکھوں جانیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ قادیانیت کے تعاقب کے لئے اگر حضرت خواجہ صاحب حکم فرمائیں تو ہم اس کے لئے جیل میں جانے کے لئے تیار ہیں۔

دونوں جماعتوں میں قدر مشترک قربانیوں کا تسلسل ہے۔ ایک ہی روز میں دونوں جماعتوں، مجلس اور سپاہ کے دو بزرگ شہید ہوگئے۔ اگر قوانین (امتناع قادیانیت اور گستاخ رسول ایکٹ) میں تبدیلی ہوئی تو ہر قسم کی قربانی پیش کریں گے۔ انہوں نے کہا عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ ہوگی۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے اپنا وقت مولانا محمد عالم طارق کو دے دیا۔ مولانا محمد عالم طارق نے کہا کہ ہمارے بزرگ نے دین اسلام کے لئے عظیم الشان قربانیاں دے کر سرخرو ہو چکے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان قربانیوں کے ثمرات کی حفاظت کریں۔

باطل اور کفر کو للکار کر کہا کہ ہم ختم نبوت کے اسٹیج پر ہم سب ایک ہیں۔ ہمارے آپس میں کوئی اختلاف نہیں۔

قراردادیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سیالکوٹ میں منعقدہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

☆ ...... اسلامی نظریاتی کونسل کی شفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

☆ ...... ملک کی کلیدی اسامیوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔

☆ ...... امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عملدرآمد کیا جائے۔

☆ ...... گستاخ رسول کی سزا تعزیرات پاکستان کے مطابق موت ہے۔ اسے برقرار رکھا جائے۔

☆ ...... زید حامد یوسف کذاب جھوٹے مدعی نبوت کا چیلہ، نام نہاد صحابی اور بقول اس کے صدیقیت

کے مقام پر فائز ہے کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے اور اس کا تعلیمی اداروں میں داخلہ بند کیا جائے۔ نیز ٹی۔وی چینلز پر اس کی تقاریر کا سلسلہ بند کیا جائے۔

☆...... شہید ختم نبوت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کے ایف۔آئی۔آر کے مطابق نامزد قاتل گرفتار کر کے قرار انہیں واقعی سزا دی جائے۔ نیز مولانا عبدالغفور ندیمؒ اور ان کے رفقاء کے قاتل گرفتار کئے جائیں۔

☆...... یہ اجلاس مذہبی امور کے وفاقی وزیر کی قادیانیوں سے ملاقات اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعہ طے شدہ امور کو متنازعہ بنانے کی سازش کی پرزور مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس سازش کا سدباب کیا جائے۔

☆...... احمدیہ گرلز ہائی سکول کشمیری محلہ سیالکوٹ عرصہ تیس سال سے اہل علاقہ کی بچیوں کی تدریس کی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ کو قادیانی جماعت کو واپس کرنا باعث تشویش ہے۔ اہل علاقہ ایسی کسی قسم کی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

☆...... یہ اجلاس تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام اور خطباء سے اپیل کرتا ہے کہ ہر ماہ کا ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے لئے وقف کر کے نئی نسل کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کریں۔

☆...... یہ عظیم الشان اجتماع کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ضلعی انتظامیہ، محکمہ واپڈا کے عمائدین اور تمام شرکاء کانفرنس، علماء، مشائخ مہتممین مدارس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

ایک زمیندار کا واقعہ

مولانا محمد علی جالندھریؒ ایک زمیندار کا لطیفہ سنایا کرتے تھے کہ ایک زمیندار کسی تبلیغی اجتماع میں چلا گیا۔ نماز کے فضائل سنے تو عہد کیا کہ نماز نہیں چھوڑوں گا، چاہے کچھ ہو جائے۔ اس نے پانچ نمازیں مکمل کیں تو اتفاق سے اس کی بھینس مرگئی۔ اگلے دن پانچ نمازیں مکمل کیں تو بیل مرگیا۔ تو بھینس کا بچہ رینگتا تھا۔ جب بھینس کے بچے (کٹے) نے بہت شور کیا تو زمیندار نے کہا کہ اوئے کٹے خاموش ہو جا تیری ماں (بھینس) پر میری پانچ نمازیں لگیں اور تیرے چاچا بیل پر بھی پانچ نمازیں خرچ ہوئیں تو تو میرے ایک سجدے کی مار ہے۔ اٹھوں، کروں وضو اور دوں سجدہ!

معدہ کی اصلاح کے لئے مجرب
ساھیوال پھکی
نظام ہضم درست رکھنے کے لئے
غلیظ مادوں کو خارج کرنے کے لئے
طبیعت سے ثقیل اور بوجھل پن دور کرنے کے لئے
بدن میں فرحت ونشاط پیدا کرنے کے لئے
0321-6950003
0313-2771969
0302-72000904
ساہیوال پھکی کا استعمال عظیم نعمت ہے دیپالپور بازار ساہیوال
السعید ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی 040-428885

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے......ادارہ!

نام کتاب : رہبر کے روپ میں رہزن (زیدزمان المعروف زید حامد کا تعارف، طریقہ واردات)

مصنف : حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری شہید رحمتہ اللہ علیہ

ملنے کا پتہ : مکتبہ لدھیانوی سلام کتب مارکیٹ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔ ادارہ تالیفات ختم نبوت ۳۸، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ مکتبہ کریمیہ، ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

زیدزمان المعروف زید حامد یوسف کذاب جھوٹے مدعی نبوت کا چیلا نام نہاد صحابی اور بقول کذاب صدیقیت کے مقام پر فائز ہے۔ زید حامد یوسف کذاب کیس میں اس کے ساتھ رہا۔ اس کے سزائے موت، اور قتل کے بعد گوشۂ گمنامی میں چلا گیا۔ کچھ عرصہ پہلے اس نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے تو مولانا جلالپوریؒ شہید نے اس کا بھرپور قلمی تعاقب کیا۔ چنانچہ مولانا نے اسے کس طرح رگیدا۔ مندرجہ بالا کتاب میں مولانا کی تحریر سے آپ مستفید ہو سکتے ہیں۔ نیز کتاب میں اصل سیشن کورٹ کا تاریخ ساز فیصلہ ہے۔ جن الزامات پر عدالت نے اسے سزائے موت سنائی۔ عدالت کا فیصلہ اور مولانا جلالپوریؒ کا تعاقب یکجا شائع کر دیئے گئے ہیں۔

تحفہ حفاظ

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ کے افادات کی مدد سے اس کتاب کی ترتیب مولانا محمد اسحٰق ملتانی نے کی ہے اور ٹائٹل پر قرآنی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا کی عبارت سے تعارف کرایا گیا ہے۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ نے شائع کیا ہے۔ کتاب میں جگہ جگہ قرآنی آیت کے طغرہ جات کو رنگین آرٹ پیپر پر شائع کر کے جزو کتاب بنایا گیا ہے۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیروی کو مونگھیروی لکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ ایسے تسامحات کی دوسرے ایڈیشن میں تلافی کی جائے گی۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے مل سکتی ہے۔

اعمال دل

عرب کے عالم محمد صالح المنجد کی کتاب اعمال القلوب کا اعمال دل مع احوال کے نام پر مولانا محمد اسحٰق ملتانی نے ترجمہ کر کے اسے شائع کیا ہے۔ اخلاق حمیدہ کی آگاہی و مداومت کے لئے یہ کتاب قابل قدر نسخہ ہے۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے مل سکتی ہے۔ دو سو سے زائد صفحات، عمدہ کاغذ کے ساتھ یہ ایڈیشن شائع کیا گیا ہے۔

جدید مسائل کا حل

مولانا محمد اسحٰق ملتانی خوب بھرپور محنتی شخص ہیں۔ آپ نے اپنے ادارہ تالیفات اشرفیہ مجلس اشرفیہ علمی وتحقیقی کے نام سے قائم کی ہے۔ اس میں مختلف اہل علم کو روزمرہ کے جدید مسائل کا حل تلاش کرنے کے کام پر لگایا گیا۔ انہوں نے مختلف فتویٰ جات سے دو ہزار سے زائد جدید مسائل کا حل نامی یہ کتاب مرتب کر دی ہے۔ ہر مسئلہ کا

حل، ہر سوال کا جواب کے لئے حوالہ ساتھ نقل کر دیا گیا ہے۔ اس سے کتاب کی ثقاہت میں اور اضافہ ہو گیا۔ چھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل یہ کتاب ہے۔

مرج البحرین

برصغیر کی ممتاز دینی شخصیت حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ''مرج البحرین'' عرصہ سے نایاب تھی۔ طیب اکیڈمی نزد چوک فوارہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان نے اس کا اردو ترجمہ شائع کیا۔ شریعت وطریقت کے مسائل کو سمجھنے کے لئے یہ کتاب گرانمایہ ہدیہ ہے۔ امید ہے کہ اہل علم قدر کریں گے

نفیس تشریح السراجی

مظاہر العلوم (وقف) سہارنپور کے استاذ الاساتذہ مولانا سید وقار علی نے میراث کی معروف زمانہ درسی کتاب سراجی کی تشریح پر مشتمل یہ کتاب تالیف کی ہے۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان نے شائع کی ہے۔ امید ہے کہ مدارس عالیہ کے اساتذہ وطلباء دارالافتاء کے مفتیان کرام اس سے استفادہ حاصل کریں گے۔

ایک شوہر کی کئی بیویاں ہوسکتی ہیں لیکن برعکس نہیں

مولانا محمد یوسف بہاولپوری فرماتے ہیں کہ کراچی کے مبلغ مولانا منظور احمد عباسی بیمار ہوگئے تو میرا تبادلہ مرکز سے کراچی کر دیا گیا۔ کراچی میں کوئی خاص جماعتی کام نہیں تھا۔ تو مجھے لیاقت آباد نمبر۱۰ کے علاقہ میں مسجد دارالسلام مل گئی۔ جس میں عشاء اور صبح کی نماز کے بعد درس دینا ہوتا تھا۔ میں نے مسجد میں درس دینا شروع کر دیا۔ اس دوران میری اہلیہ محترمہ زچگی کی وجہ سے بیمار ہوگئیں۔ میرے سسر دفتر مرکزیہ ملتان تشریف لے آئے اور مولانا سے درخواست کی کہ مولوی محمد یوسف کو اطلاع کی جائے۔ مولانا رات کو فون ملاتے رہے۔ چونکہ میں رات کو مسجد میں تھا۔ فون پر بات نہ ہوسکی تو مولانا نے ایک جماعتی ساتھی حافظ عزیز الرحمٰن سے فرمایا کہ چٹ لکھ کر دفتر کے دروازہ میں رکھ دیں۔ صبح میں دفتر آیا۔ چٹ پڑھی پنجاب کا سفر کیا۔ کبیر والہ گیا۔ بچوں کی دیکھ بھال کی۔ دو تین روز کے بعد مولانا محمد شریف جالندھریؒ میرے سسرالی گھر کبیر والہ تشریف لے آئے اور دفتر آنے کا حکم دیا۔ بندہ ملتان دفتر مرکزیہ حاضر ہوا۔ مولانا نے خیر وعافیت معلوم کرنے کے بعد فرمایا میں فون ملاتا رہا۔ آپ رات کو کہاں تھے؟ میں نے صحیح صورتحال سے مطلع کیا تو فرمایا کہ ایک شوہر کی کئی بیویاں ہوسکتی ہیں۔ لیکن ایک بیوی کے کئی شوہر نہیں۔ ایسے ہی ایک جماعت کے کئی مبلغ ہوسکتے ہیں۔ لیکن ایک مبلغ کی کئی جماعتیں نہیں۔ مجلس یا مسجد تو میں نے مسجد چھوڑ دی۔

کوئٹہ میں ردقادیانیت کورس اور ختم نبوت کانفرنسیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۲۴ تا ۲۸ رمئی ردقادیانیت کورس اور کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔

سکھر میں ردقادیانیت کورس

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت معصوم شاہ مینارہ میں ردقادیانیت کورس ۱۵ تا ۱۷ رمئی منعقد ہوگا۔

علماء کرام وخطباء حضرات سے اپیل

ہر ماہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کیلئے وقف کریں

- ...... عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس ہے۔ چنانچہ امام زین نجیمؒ نے الاشباہ والنظائر ص ۱۰۲ پر لکھا ہے کہ: ’’اذا لم یعرف ان محمدﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات‘‘ جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آنحضرتﷺ آخری نبی ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔
- ...... آئین پاکستان کی رو سے قادیانی کافر ہیں۔ جبکہ وہ خود کو مسلمان اور امت محمدیہ کو کافر کہہ کر آئین سے بغاوت کر رہے ہیں۔
- ...... تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد تحریک نظام مصطفیﷺ، تحریک ایم، آر، ڈی، شیعہ سنی تنازعہ، لسانی قضیہ، عراق، ایران۔ کویت، عراق جنگیں، افغانستان میں روسی پھر امریکی یلغار، سقوط عراق سے سانحہ لال مسجد تک ہوشربا اور سنگین مسائل اور مجبوریوں کی وجہ سے ختم نبوت کے تحفظ کا کام اور قادیانیت کے احتساب کے عمل کی خطابت میں ثانوی حیثیت ہوگئی۔ حالانکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور جہاد جیسے فرائض کا تعلق حضورﷺ کے اعمال سے ہے اور ختم نبوت کا تعلق حضورﷺ کی ذات مبارک سے ہے۔
- ...... ختم نبوت کی پاسبانی براہ راست ذات اقدس کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔
- ...... لہٰذا: تمام خطیب حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ کم از کم ہر ماہ کا ایک جمعہ مسئلہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کر کے شفاعت نبویؐ کے مستحق بنیں۔ قادیانیت سے خود بچنا اور امت کو بچانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

والسلام!

(مولانا خواجہ خواجگان) خواجہ خان محمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ • ملتان - فون: 4514122

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت

کے زیر اہتمام کوئٹہ میں ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد

بتاریخ ۲۵ مئی بروز منگل بعد نماز مغرب

مقام مرکزی جامع مسجد کوئٹہ

بتاریخ ۲۶ مئی بروز بدھ بعد نماز مغرب

مقام جامع مسجد گول سیٹلائیٹ ٹاؤن کوئٹہ

بتاریخ ۲۹ مئی بروز ہفتہ بعد نماز عصر

مقام جامع مسجد مرکزی لورالائی

بتاریخ ۳۰ مئی بروز اتوار بعد نماز مغرب

مقام مرکزی جامع مسجد ژوب

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت 081-2841995

سلام زندہ باد

بمقام مرکزی عید گاہ ایبٹ آباد

ختم نبوت کانفرنس

تاریخی سالانہ عظیم الشان

بتاریخ 9 مئی 2010 بروز اتوار بوقت 10 بجے دن

زیر سرپرستی

قائد تحریک ختم نبوت

حضرت قطب الاقطاب مخدوم المشائخ،

مولانا خواجہ خواجہ خواجگان

خان محمد صاحب

امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں

کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

برائے رابطہ

0333-5056009

0300-9119567

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایبٹ آباد